

بِعَوْنِ صِنَاعِ مَكِّيٍّ وَمَكَانِ فَضْلِ خَلِيقِ زَمَانِ

بیر نامه

شیخ غلام علی برکت علی تاجران کتب لاہور

نظر اجماع فی الکلام کامل و الطمان

الحمد لله والمنته کریم حکایا بحریب مسیحی

لطائف

بزرگ و ملا سار

مکمل
هر چهار حصه

مشخ غلام علی برکت علی تاج اکتب جمیل کشتی
جس کو

لاہور نے اپنے

الدين

بیشک علی بزرگ کمال ہو میں ہا شہ عالم پرست حقیق

بسم الله الرحمن الرحيم

سیر نامہ مختصر اول

سنانیش خداوند جہان مشکل ہے آسان نہیں۔ اور نعت حضرت سید الا
الآخرین دشوار ہے۔ زبان کو پارے بیان نہیں بچھریے کہ یہ ذرہ ہے
جہاں راج تراش خلیف منشی جگن موہل کا بیستہ سری بالست و بلوی جو
نارسا و نکر پے سر و طے ہے۔ کیا نگار من کرے سوائے اس کے کہ اصل مطلب
کرے۔ اور وہ یہ ہے کہ مدت سے جو میرے دل میں تھا اور عرصہ سے جو
اُس کا ظہور ہوا۔ بدین وجہ لکھتا غرور بلکہ پر ضرور ہوا۔ خداوند کریم کی مدد
حال ہوئی۔ مرا ویر آنے سے طبیعت بحال ہوئی۔ اپنے اکبر کے لطیفے اور سیر کی
جو بزرگوں اور پیرانی بیاضوں سے ہیں اس مختصر کتاب میں جمع کیں۔ اور اس
لطائف اکبر المہر دف یہ سیر نامہ رکھا۔ شایقان لطائف اور شائقان
کے لئے ایک عمدہ وسیلہ خوش طبعی ہے۔ غمزدوں کے لئے ایک طرفہ قدوسیہ زینہ
امید ہے کہ اس رسالہ کے دیکھنے والے ملطاف سے محفوظ ہو کر جامع اللطایف
وعائے خیر سے یاد قرائیں گے۔ اور سہموا جو خطا یہ گیا ہو بظیل عفو و
کیونکہ الانسان مرکب من الخطا والنسيان ہے۔
بہ قدر وسع وراصلاح کوشند اگر اصلاح متوانند پور

لطیف

اکبر بادشاہ کے مہمے میں چار یا رکھتے ہو کر سیر کو چلے۔ اتفاق سے ایک
مختصرے اور وہاں کچھری بتائی۔ اور کھانے کو بھیجے۔ وہ چاروں پارے
تھیں۔ یعنی سیر کو چلے۔ اور کھانے کو بھیجے۔ وہ چاروں پارے

کچھری کے بیج میں کھی ڈال دیا تھا۔ پھان نے ایک انگلی سے لکیر کھینچ کر پنی کو
 بڑھا گیا۔ اور کہا کہ یارو! ہمارے خاندان میں ایک بادشاہت ہوئی ہے۔ یہ
 کر سید نے اپنی طرف دو لکیریں کھینچ کر کہا کہ ہمارے گہرانے میں دو موتی ہیں۔
 دیکھ کر مغل کو برداشت نہ ہو سکی۔ چہٹ ہی تین لکیریں کھینچ کر گہری کو اپنی
 طرف بڑھا کے کہا کہ ہمارے گہرانے میں تین بادشاہ ہیں۔ یہ دیکھ کر
 شیخ صاحب نے حل کر سوچا کہ یہ سب اپنا اپنا کام کر چکے اب ہم باقی ہے۔ یہ سچ
 کر شیخ صاحب نے ماتھے سے کھی کچھری میں ملا کر کہا کہ بھائی ہمارے زلمے
 میں تو ہمیشہ غدر ہی رہا۔ یہ سن کر چاروں آپس میں خوب ہنسنے لگے۔

لطیفہ

پیرل نے ایک لڑکے کو ایک میاں جی کے ہاں پرہنے کو بٹھایا۔ اور کہا کہ یہ
 ماسقیاں پڑھتا ہے۔ آپ اسے بھومنے کے پڑھایا کریں۔ چنانچہ میاں جی
 ویسا ہی کیا۔ اور حیرت کے دن آموختہ سننے کو فرمایا۔ تو ماسقیاں کو بڑے دل
 کے معنے کہے کہ ماموں کا قہر کر کے کوچہ معشوق میں جاؤ۔ میاں جی نے خوب ہنسا
 اور کہا کہ کس بیوقوف نے تجھ کو یہ مہنت بتا دی ہے۔ اس نے جواب دیا کہ آپ ہی تو ہو

لطیفہ

ملا مہ پیازے کے لڑکے خوشنویسی کی مشق کر رہے تھے۔ پیرل نے مذاق سے کہ
 کہ ملا صاحب آپ کی قلم میں اس قدر زور ہے کہ آپ کو لڑکے گھیرے رہا کرتے ہو
 دوسرے روز آپ کی گردن کی رگ چوڑھ گئی جس کے سبب وہ بیمار ہو گئے۔
 گھر سے باہر آئے تو لڑکوں نے پیرل سے پوچھا کہ یہ آپ کی گردن میں کیا ہوا
 ملا صاحب نے وہ مذاق جو ان سے کیا گیا تھا یاد کر کے جواب دیا کہ کوئی پہاڑ چڑھا
 ہو گا۔

لطیفہ

ایک بادشاہ نے اپنے دربار میں ایک شخص کو مقرر کیا کہ بادشاہ کے

تسبیح یعنی سمرنی جہنا میں گر پڑی بادشاہ نے کہا کہ بیریل مالا دے۔ بیریل نے کہا
اپنا ہاتھ اپنے منہ سے۔ بادشاہ سلامت یہ بات سن کر چپ ہو رہا ہے۔

الحلیفہ

ایک روز اکبر بادشاہ نے نورینی طوائف سے محل میں فرمایا کہ جس لفظ کے اخیر میں
ن ہوتا ہے وہ بتایت شریر چالاک ہوتا ہے۔ جیسے اونٹ بان۔ گاریبان یا
مختی بان وغیرہ کہتے ہیں کہ نورینی طوائف بڑی حاضر جواب تھیں۔ جواب دیا کہ
صح ہے ہر بان۔

الحلیفہ

ایک دن اکبر بادشاہ کھانا کھاتے تھے کہ اچانک کسی کے رونے کی آواز
سنان میں آئی۔ چاروں طرف دیکھنے لگے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ جو خدمت گار جو چل
لا رہا تھا۔ وہ بتایت دروے رو رہا ہے۔ بادشاہ بڑے رحم دل تھے
کھانے سے ہاتھ اٹھا لیا۔ اور اس سے رونے کا سبب پوچھا۔ وہ
مدت گزار کا پتا ہوا رومالی سے ہاتھ باندھ کر سامنے آیا۔ اور کہا کہ
ملاوت ایک دن وہ تھا کہ میں بھی اسی طرح کھانا کھاتا۔ اور خدمت گار
جو چل پاتا کرتے تھے۔ ایک دن یہ ہے کہ میں مورچیل جھیل رہا
ہوں۔ بادشاہ عاقل نے دسترخوان کی جانب دیکھ کر کہا۔ اور اس
خدمت گار سے پوچھا کہ مرغ کا کونسا اعضا لذت مند ہے۔ اُس نے
ہا جہا اپنا ہاتھ اٹھا لیا اور مانگ۔ بادشاہ یہ سننے ہی کھڑے ہو گئے
اور اس سے نبل گیر ہو کر اُس کو اپنے ساتھ کھانا کھلا دیا۔ ایک اور
کرکھڑا تھا دل میں کہا کہ آؤ ہم بھی اسی طرح عیش کریں۔ حضور
یہ بادشاہ نے پھر رونے کی آواز سنی۔ اور اس خدمت گار کو روٹا
دیکھ کر پوچھا۔ اُس خدمت گار نے بھی وہی جملہ خواہش کا بیان کیا
پہلے ہی خدمت گار نے کہا تھا۔ بادشاہ اس وقت فوراً کھاتے تھے
اس سے کہا کہ کبیری کی کیا چیز عمدہ ہوتی ہے۔ خدمت گار نے کہا کہ حضور

کھال اور ٹانگ بادشاہ مسکرائے اور اُس کو انعام دیا دیا۔ اکبر بادشاہ نے بیرل سے پوچھا کہ صبح کچھم میں کیوں ڈوبتا ہے۔ اور پورے کیوں نکلتا ہے؟ بیرل بولے کہ یہ تو جس بیوقوف سے پوچھو گے بتا دیگا۔ بادشاہ نے کہا اسی لئے تو آپ سے پوچھتا ہوں

لطیفہ

اکبر بادشاہ نے بیرل سے ایک مرتبہ ناراض ہو کر حکم فرمایا کہ ہمارے ملک سے تینا نکل جاؤ۔ یہ سن کر بیرل سادی حالت سے چلے بیٹے۔ جب اُس پانچ کویر یا ہر نکل گئے اور سبک لگی تپ ناکر میں بیٹھ گئے۔ اُسے میں وہاں کے قریب دو چار آدمی آنکے۔ اور بیرل کی منتیانہ صورت دیکھ کر حال پوچھا۔ بیرل نے کچھ حال و کیلوں کا سنا سنایا۔ اُن میں سے ایک نے کہا کہ ہمارے رئیس کے یہاں ایک لڑکا پڑھاتے کو ہے۔ یہ خوب پڑھتا بیٹھ گئے۔ دوسرے نے جا کر رئیس کو خبر دی اُس نے خوش ہو کر فوراً بلوایا بیٹھا۔ اور بیرل نے پوچھا کہ کیا ماہواری ملا کرے گا؟ اُس نے جواب دیا کہ میرے یہاں علم ماہواری تشریح ہے۔ اور کھ میں سے کھانا ملتا ہے پر آپ کی لیاقت اچھی معلوم ہوتی ہے۔ اس وجہ سے آپ دور و پیہ نقد اور خوراک دی جایا کرے گی۔ بیرل کو یہ داشت نہ ہو سکی۔ غصہ سے بدن میں پسینہ آگیا۔ غصہ کو ضبط کر کے ادھر ادھر بکھینے لگے۔ تو سامنے رئیس صاحب کا کو جوان کھڑا تھا۔ اس طرف اشارہ کر کے رئیس سے پوچھا کہ آپ اس کو کیا تنخواہ دیتے ہیں۔ کہ صرف دس روپیہ ماہواری بیرل نے کہا کہ آپ بڑی نادانی کرتے ہیں کہ اپنے لڑکے کو کو جوانی کا کام کیوں نہیں سکاھلاتے اگر پڑھیں گے تو دس برس کے بعد بدھتک پہنچیں گے۔ اور مشکل سے بارہ آنے یا ایک روپیہ ماہواری پر پختہ کہیں تو کر سکیں گے۔ اگر کو جوانی کا کام کہیں گے تو دس روپیہ ماہواری کے سامنے تو کہیں ہو جائیں گے۔ یہ سن کر رئیس چپ ہوئے اور کچھ جواب نہ دیکے۔

لطیفہ

بیرل کی لڑکی بھی بڑی ہوشیار رہتی۔ اور پڑھی لکھی تھی۔ یہ سنت اُس کا بیکہ

وہی۔ لاچار اپنے پرنت سے کہا کہ تم دو آنہ کا تیل تلان گاندھی کی دکان
 سے لا دو۔ اور ایک کھٹورا اور پیسے ہاتھ میں لیے۔ پرنت کھٹورا جھوٹا تھا۔
 اسلئے کھٹورا سا تیل کھڑے سے بیچ رہا۔ دکاندار نے کہا کہ باقی تیل کس میں دوں
 مگر کھٹورے کے مور کھ نے اس تیل بھر کھٹورے کو اٹھا کر اس کے پیسے میں تیل ڈال دیا
 جب گھر میں پہنچے تب بی بی سے کہا تیل لے آیا ہوں۔ اور کھٹورے کا پیسہ دکھلا دیا وہ
 کو جھڑپ چھینے لگی۔ کہ کیا اتنا ہی تیل دو آنے کا لائے ہو۔ اس نے کھٹورے کو بھاڑ کر
 کہا نہیں دہر بھی تو ہے۔ اس حرکت سے اوپر کا بھی تیل گر گیا۔ بی بی چپ ہو رہی۔

طریقہ

بیرل نے ملا دو پیازہ کو گالیاں دیں پھر ان سے سوائی مانگی جن باسن جو کچھ
 میں نے کہا اس کا پاشا ہرگز یہ نہ تھا۔ جو اشر آپ پر پاشا گالیاں سے پرامانا۔ دیکھئے اگلے
 دو وانت ٹرے پئے ہیں جب میں بانیں کرتا ہوں دو چار بانیں خود بخود تنہا پڑتی ہیں

طریقہ

ایک روز بیرل ایک جاٹ سے بانیں سوامہ داری کی کر رہے تھے۔ اور بانوں کے
 بیچ میں معقول معقول بار بار کہتے تھے۔ دو چار بار سن کے جاٹ سے نہ رہا گیا۔ اور بولا
 صاحب آپ زبان سنبھال کر بولو۔ جب سے آپ ماکول کہتے ہیں۔ اگر آپ سے کہوں
 میں ماکول تو کیسی لڑائی ہو۔

طریقہ

ایک مرتبہ بیرل غریبوں کے واسطے چندہ جمع کر رہے تھے۔ جب وہ بھٹی کی بجوس
 روپیہ والے سامنے کے پیش کی۔ تو اس نے کہا کہ میں کچھ نہیں دوں گا کیونکہ میرا پاس
 کچھ نہیں ہے۔ بیرل نے کہا اچھا تو آپ اس بھٹی میں سے لے لو۔ کیونکہ یہ چپہ
 بھی غریبوں کے لئے ہو رہا ہے۔

طریقہ

ایک روز بیرل اپنی کتاب کو پاڑے چلے جاتے تھے۔ اکبر بادشاہ نے سنہی سے کہا کہ
 اگر کتاب کا کڑا کڑا حصہ کتا کر کتنے داموں کرے

لطیفہ

اکبر بادشاہ نے بیزل سے پوچھا کہ اگر بارہ میں سے دو تہائی کم کی جاویں تو کیا باقی ہے۔ بیزل نے جواب دیا کہ خاک۔ بادشاہ نے پوچھا کہ بیزل نے کہا کہ اگر بارہ ٹہنے میں سے دو ٹہنے ساون بھٹا دوں گے نکال لیویں تو خاک رہ جاتی ہے۔ کیونکہ یہی دو ٹہنے پانی پرسنے کے ہیں۔

لطیفہ

ایک دن اکبر بادشاہ نے بیچ کچھری کے کیا کہ ٹھوکیوں میں سے کون کچھول بہتر ہے۔ کسی نے جواب نہ دیا۔ جب بیزل ٹھک نو بت پہنچی تو فوراً عرض کیا کہ ٹھوکیوں میں وہ کچھول بہتر ہے جس سے تمام عالم کا لباس تیار ہوتا ہے۔ یعنی کیا اس کے کچھول یہ سن کر بادشاہ نے پسند کیا اور آفرین کہی۔

لطیفہ

ایک لڑکا بیزل کے پاس مرغی کے انڈے لے گیا۔ بیزل نے کہا یہ انڈے کس نے دیئے ہیں۔ اُس نے کہا کہ میری ماں نے۔ بیزل نے کہا کہ کتنے انڈے روز دیتی ہے۔ اُس نے کچھ جواب نہ دیا۔ سوچ کے جواب دیا کہ انڈے تو مرغی نے دیئے ہیں۔ اور میری مانتا نے حضور کے پاس بھیجے ہیں۔

لطیفہ

ایک دن بیزل سے اکبر بادشاہ نے پوچھا کہ پانی سڑا کیوں اور گھوٹا املا کیوں یہ سن کر بیزل نے جواب دیا کہ بھیلہ نہ گیا۔ یہ سن کر بادشاہ بہت خوش ہوئے۔

لطیفہ

ایک دن اکبر بادشاہ اور بیزل میں صلاح ہوئی کہ ملکہ دو پیازہ کو شرمندہ کرنا چاہئے۔ تویہ تدبیر کرائی کہ باغ روح افزا میں جو جوف ہے اس میں مرغی کے انڈے انڈے رکھ دیں۔ اور ایک ایک کو بادشاہ سلامت حکم فرما دیں جب حکم ہر

ایک انڈا لاکر حاضر کرے۔ آنٹھویں بار ملا صاحب کو حکم دیا جائے وہ بھی حوض
 میں انڈے کے لئے جاوے۔ جب نہ ملے گا تو تشریف لے دیں گے۔ انٹھویں ایک
 دن بادشاہ مکر و اسدلا دو پہاڑ کے بارغ میں تشریف لائے۔ اور حوض
 پہنچ کر رنگ برنگ کی باتیں سونے لگیں۔ بات چیت کے بعد بادشاہ نے کہا کہ میری
 اس حوض کے اندر سے انڈا لاؤ۔ میں حسب الحکم اُس حوض کے اندر گئے۔ اور انڈا
 پانی کے اندر سے لاکر بادشاہ کی نزدیکیا۔ اسی طرح آنٹھویں سے کہا۔ وہ بھی گئے
 اور ایک ایک انڈا لائے۔ آنٹھویں دفعہ ملا دو پہاڑ بھی حوض میں داخل ہوئے
 انڈے دیکھنے لگے۔ کہ یہیں انڈا نہ ملا۔ تب دوبارہ صاحب اپنے دل میں گھبرائے۔ اور
 کہ یہ بات تمہارے شرمندہ کرتے کی ہے۔ پھر تو پانی کے اندر سے سر نکال کر
 کہتے ہیں کہ گٹر میں گٹر گٹر کوں کوں۔ بادشاہ بولے ملا جو کیا۔ انڈا لاؤ۔ ملا
 صاحب بولے حضور مرے کہیں انڈا ملتا ہے۔ میں تو ان ساتوں مرغیوں میں
 ایک مرغ ہوں۔ یہ سن کر بادشاہ بہت خوش ہوئے۔

لطیفہ

ایک بار اکبر بادشاہ نے بیزل سے کہا کہ تم چار آدمی ایسی صفت کے لاؤ کہ
 ایک سال کا کم صل دو سال کم صل کا ۹ سال تیس سال کا گدھا۔ چوتھے لچھری کے کتے
 بیزل جبران مٹھا اور سوچنے کے بعد کہا کہ مجھ کو ایک برس کی جھپٹی ملنی چاہیے
 پھر جھپٹی لے کر ایک ملک کو روانہ ہوئے اور وہاں جا کر روزگار کی تلاش میں پھرتے
 گئے۔ کئی مہینے کے بعد ایک بادشاہ کے یہاں بعدہ نظارات نوکر مٹھا۔ اور بڑی
 مستعدی سے کام انجام دینے لگا۔ بادشاہ نے جبکہ اُس کو عمدہ کار گزار دیکھا
 تو بیزل سے اپنی لڑکی کی شادی کر دی۔ اور بیزل کی ایک لڑکی سے بھی
 آشنا ہو گئی مٹھی۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ اس محلہ میں جہاں بیزل رہتے تھے
 کسی نے ایک آدمی کا سر کاٹ ڈالا تھا اور اس پر بیزل نے بھی بکری کا سر کاٹ
 کر اپنے مکان میں گاڑ دیا تھا۔ اور اپنی بیوی یعنی بادشاہ کی لڑکی سے کہا کہ یہ
 سر ایک آدمی کا ہے۔ خبردار رہنا اس کا بھید کسی سے نہ نکلا۔ صبح کے وقت اُس آدمی

کے مائے جلنے کی شہرت جگہ بجگہ ہوئی۔ اور بادشاہی نوکر محسوم کو دھونڈنے لگے۔ جب بادشاہ کی لڑکی نے بیٹی بیرل کی جو بی بی نے سنا کہ اس محلہ میں کوئی آدمی مارا گیا ہے تب وہ ہر ایک سے کہنے لگی کہ اُس آدمی کو میرے خاوند نے مارا ہے اور اُس کا سر فلاں جگہ گر گیا ہے۔ شدہ شدہ یہ خبر بادشاہ تک پہنچی۔ تو بادشاہ نے بیرل کو پچاسی کا حکم دیا۔ بادشاہی نوکر نے بیرل کو ہنایت بیرمی کے ساتھ گرفتار کر لیا۔ جس وقت اُس رنڈی نے سنا اُسی دم کئی ہزار روپیہ اپنے ساتھ لے کر ننگے پاؤں دوڑی چلی آئی۔ اور بڑی کوشش کی۔ کئی ہزار روپیہ بادشاہی نوکروں کو دے کر چھوڑا لی۔ بیرل نے اس وقت وہاں سے اپنے ملک کی راہ لی۔ اور اکبر بادشاہ کی خدمت میں آکر عرض کیا۔ حضور عالی جاہ! وہ چاروں آدمی جو حضور نے طلب کئے تھے نذرانے ملک میں موجود ہیں۔ اور حقیقت گزشتہ بیان کر کے کہا کہ جن بھل کی کم اہل وہ لڑکی ہے جس کی میرے ساتھ شادی تھی۔ اور کم اہل کی اہل وہ رنڈی ہے جس نے مجھے کو کئی ہزار روپیہ دے کر چھوڑا یا۔ اور مندر کا گدھا وہ بادشاہ ہے کہ جس نے بغیر تعقیب کئے میرے مارے جانے کا حکم دیا۔ اور لچھری کے کئے وہ بادشاہی نوکر ہیں۔ جنہوں نے روپیہ لے کر چھوڑ دیا۔ یہ سن کر بادشاہ ہنایت خوش ہوئے اور بیرل کو بہت کچھ انعام دیا۔

طریقہ

ایک روز اکبر بادشاہ قبرستان کی سیر کر رہے تھے۔ اتفاقاً ایک آدمی کا پاؤں ایک قبر پر پڑ گیا۔ تو نصف قبر تھپے کو بکھیر گئی۔ اس کے اندر ایسا معلوم ہوا کہ جیسا تازہ جنازہ ہوتا ہے اور دیکھنے سے وہ قبر نزار برہمن کی معلوم ہوئی تھی۔ اس قبر کو دیکھ ہنایت متعجب ہوا۔ اور اس قبر کو اندر سے لگا کر دیکھا تو وہ کفن منہنی کے تھا۔ یعنی ہاتھ لگاتے ہی ریشہ ہوتا تھا۔ تو بادشاہ نے یہ شعر پڑھا ہے بہت لوگ ایسے تھے جن کا ہمیشہ

اس پر یہ بیت بیرل نے کہا ہے

جو قبر میں اُن کی گھوڑی تو دیکھا

نہ تار کفن تھا نہ عضو بدن تھا

یہ سن کر بادشاہ بہت خوش ہوئے۔ اور انعام دیا۔

لطیفہ

کہتے ہیں کہ ایک روز اکبر بادشاہ واسطے شکار کے جنگل میں گئے۔ وہاں ایک
زمیندار بلی جوت رہا تھا۔ اور نیچے گلے میں ایک گھنٹی ڈال رکھی تھی جس کی آواز بخوبی
ہوتی تھی۔ اکبر بادشاہ نے بیزل سے کہا کہ یہ آدمی پتایت بیوقوف معلوم ہوتا ہے۔
بیزل نے کہا درستی ہے۔ لیکن پتایت عقلمند ہے۔ مالا وہ پیاز سے بولے کہ اس
کی بیوی کی دولت مند سے آشنائی ہے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ اس کا امتحان
ہو کر کیا جائے۔ یہ سن کر مالا صاحب اس کے پاس گئے۔ اور اس زمیندار سے کہا
کہ بھیا گھنٹا لیا تیری خانہ یعنی موسی صاحبہ زندہ ہیں یا نہیں تم تو ہم کو کیا
پہچانتے ہو گے۔ ہم تمہارے خالہ زاد بھائی ہیں۔ کہ جب تم بہت چھوٹی عمر کے تھے
تب ہم تو کمری کر کے چلے گئے تھے۔ اب ہم واپس آئے ہیں۔ وہ یہ سن کر بہت خوش
ہوا۔ اور بولا کہ تم مکان پر جاؤ میں بھی آتا ہوں۔ یہ اس کے مکان کا پتہ نشا
وسپاقت کر کے وہاں پہنچے۔ اور دیکھتے کہ یہی۔ کہ ایک شخص اس کی عورت کے پاس
بیٹھا تھا بائیں اڑا رہا ہے۔ اُنہوں نے آواز دی۔ اور کہا ہم گھنٹا لیا ہے کہ خالہ
ڈال دیا ہے۔ یہ سن کر اس کی بیوی اُٹھی اور اپنے یار کو گھنٹی میں بند کر دیا
مالا صاحب بولے دیکھئے اُٹھا اس کا موجود ہے۔ اکبر بادشاہ نے کہا کہ اس کا ہونا
بھی بہتر ہے۔ اتنے میں گھنٹا لیا بھیا بھی گھنٹا گھنٹن کرتے آئے پہنچے سب
گھنٹے میں مشغول ہو گئے۔ کھانا کھانے کے پ مالا صاحب نے اپنے بھائی گھنٹا
سے کہا کہ بھائی کچھ اپنی نشانی بھی کر دو۔ وہ بڑی خوشی سے بولا کہ جو پتھر
تمہارے پسند ہوئے۔ نو۔ اُنہوں وہی کو گھنٹی جس میں حضرت تشریف فرما تھے
پتھر کی بھیا گھنٹا لیا بولے بلا تکلف لے لو۔ مگر اس کی عورت تہذیب غصہ ہوئی
اور کہنے لگی۔ کہ میں نے اس کو بڑی وقت اور مشکلوں سے پایا ہے میں کبھی نہ دوں گی
ماداں گھنٹا لیا اور اس کی بیوی میں بہت تکرار ہوئی۔ یہاں تک کہ نوبت مار پیٹ
کی پہنچی بھیا بھی گھنٹا لیا نے وہ کو کسی عورت کو دی۔ اب عورت بہت حیران تھی
کہ کیا کروں۔ مالا صاحب بولے کہ اب اس کو سطور سے لیجانا چاہیے۔ خدائے خواستہ

راستے میں کوئی حد پہنچا تو یہ ٹوٹ جائے۔ اس کو پکا نو۔ لکڑیوں کا بنا جمع کر کے
 اس کو ٹھکی کو اس میں رکھا۔ اور آگ دینی چاہی جب اس کی عورت نے دیکھا کہ میرا
 آشنا جلا جاتا ہے تو اس وقت اس کے باپ کے پاس ایک لٹنی کو بھیجا اور سب
 کیفیت بیان فرمائی۔ اس کا باپ اکثر قیوں کے ٹوڑے لے کر آیا اور نکلا صاحب
 کیا کہ جناب اس کو ٹھکی کے عوض ہزار روپیہ مجھ سے لے لو۔ اور کوٹھی مجھ کو دیدو
 ملا صاحب نے کہا اے بیوقوف! میرے بھائی کا تحفہ ہے۔ بیچنے والے پر ہوتا ہے
 وہ بولا قیر صاحب یا سچترار روپیہ لے لو۔ جب سب لوگوں نے ملا صاحب کو سمجھا
 کہ دے بھی دو۔ تب ملا صاحب نے روپیہ لے کر اور ایک لٹنی اس کو ٹھکی کو ماری۔
 اور کہا کہ ثابت نہیں دنگا۔ اور اس کو اس کو ٹھکی میں سے آدمی نکلا۔ اور اس کو
 سب دیکھ کر حیران ہوئے۔ یہ دیکھ کر بادشاہ نے ملا صاحب کو بہت کچھ
 انعام دیا۔

لطیفہ

ایک دن بیزل نے اپنی بیوی سے جس کا نام شتا ہو تھا تنہا سے کہا کہ میں نے
 ایک گاڑی بنوائی ہے جس کا نام شتا ہو رکھا ہے۔ چونکہ ہمارے نام کے برابر ہے۔ اور گن
 بھی اس میں وہ ملتے ہیں جیسے تم عقل اور بات چیت کی صفائی میں تیرا میرا بھی
 اپنے پر اور پرندوں میں صاف اور چال کی ہلکی اور تیز چلنے والی ہے۔ یہ سن کر بیوی
 نے بہت غصے کے ساتھ کہا کہ آپ اس کا نام بدل دیجئے۔ بیزل نے وجہ پوچھی
 تب اس نے یہ اثر دیا یعنی جواب دیا کہ کل کو اگر تم نے چار یاروں کے ساتھ
 گاڑی میں سیر کو گئے۔ اور ان میں کوئی تنہا سے کہے کہ آج ہم اتنے شتا ہو پر چرکا
 تھے اس بات کو سن گئے۔ اتنی شوک ہو گا کہ بیز کہ آج تک میں نے سوائے آپ کے
 دوسرے کی صورت نہیں دیکھی ہے میں اپنے بہا رہا رہے درگزی۔ یہ بہا رہی سوت
 کا باعث ہے۔

لطیفہ

ایک پہاڑی نے ایک آدمی کے ہاتھ اکیر بادشاہ کے واسطے اخروٹ بھیجے
 جب ساری لوگ اخروٹ لئے ہوئے آئے تھے جب ایک شہر میں پہنچے تو ایک

مکان پر انہوں نے پیاز دیکھے۔ ان کے سامنے یہ بالکل نیا پھل تھا۔ دل لہجہ با
پسہ تو موجود نہ تھا۔ آخر دھڑ سے پیاز کو بدل لیا۔ اور انہوں نے بادشاہ کے سامنے
پیاز کی نذر اچھی بھیجی۔ کچھ تو انہوں نے کھایا۔ باقی بادشاہ کے دربار میں نذر
دی اکبر بادشاہ کو پیاز دیکھ کر بہایت غصہ آیا۔ اور حکم دیا کہ سب پیاز ایک
ایک کر کے ان کے ننگے سر پہ چوتے سے توڑے جائیں۔ یہ سنا ہی حکم کی تعمیل ہوتے
لگی۔ اسی اثنا میں ایک پہاڑی نے دوسرے پہاڑی کو دیکھ کر کہا۔ ہم بے خوش
قسمت تھے۔ کہ آخر دونوں سے پیاز کو بدل لیا۔ ہمیں تو آج ہمارے سر کی خیر
نہ تھی۔ بادشاہ یہ بات سن کر کچھ گئے۔ اور بیوقوف پہاڑیوں کو چھوڑ دیا۔

لطیفہ

ایک روز اکبر بادشاہ قلعہ کے دریکھ سے بوقت شام کے میسر کر رہے تھے۔ کیا
دیکھتے ہیں کہ چٹھراں کا فکس دریا میں منسلوم ہوتا ہے۔ اس وقت یہ مصرعہ
موزون کیا۔ مصرعہ: "ہم نے دریا کی طرف شیر پڑھاں دیکھا"
یہ کہتے ہوئے دربار عام میں آئے۔ اور بیریں سے کہا کہ اس کا مصرعہ ثانی بیان
کرو۔ یہ سب کو معلوم ہے کہ بیریں سرستی کا دور گتے تھے۔ جواب دیا۔ "اے
"آب و آتش کو ہم دست و گربیاں دیکھا"
بادشاہ ہنسا خوش ہوئے اور بے شمار انعام دیا۔

لطیفہ

بادشاہ فارس کے رویر و کسی نے یہ شعر دیوان حافظ کا پڑھا ہے
اگر آں ترک شہر ازی بدست آرد دل مارا
بخال منہ دوش بخشم سمرقند و بخارارا
بادشاہ نے حافظ صاحب کو طلب فرمایا۔ اور کہا میں نے بدقت تمام ملک
فارس لیا اور سمرقند و بخارا کو آباد کیا۔ اور تم ایک خال سید و پیر سے سختے ہو
راؤظ صاحب کو بہایت متوکل گوشت نشین درویش تھے کہ نہ لگے نہ رہے۔

بحثش سے تفریقہ میں گرفتار رہوں۔ یادشہ ہنس اور انہم ویکر رخصت کیا۔

لطیفہ

ایک سافر کسی سرائے میں جا کر قیام گزریں ہوئے۔ اور وہ سیر آٹا کپنے کی واسطے
بھٹیاری کے پاس گئے۔ بھٹیاری نے دیکھا کہ سافر تو بہت ہوشیار ہے۔ اپنے
بچوں کو اشارہ کیا۔ تو ایک بچہ آیا اور کہنے لگا۔ کہ اے اماں مجھ کو چڑیا بنا دے
بھٹیاری نے اسی آٹے میں سے چڑیا بنا دی۔ دوسرا آیا کہ اماں مجھ کو مور بنا دے
بھٹیاری نے اُس کو بھی آٹے کا مور بنا دیا۔ پھر تیسرا آیا کہ اماں مجھ کو مرغ بنا دے
اُس نے اُس کو بھی بنا دیا۔ اس تریب سے آدھ پاؤ کے آٹا نکل گیا۔ چہاں
نے دیکھا کہ آٹا چل دیا۔ تو بولے، جیسی بھٹیاری! تو ایک بیٹی مجھ کو بھی
بنا دے۔ یہ سن کر بھٹیاری بہت خوش ہوئی۔ اور سب لڑکوں سے آٹا
بھی واپس لے لیا۔

لطیفہ

ایک شخص نے سفر جاتے وقت اپنی والدہ سے کہا کہ خرچ خانگی کے واسطے
کس قدر روپیہ دوں۔ اُس نے جواب دیا کہ جتنے روز کی میری زندگی ہو
پھر اُس شخص نے کہا۔ آپ کی زندگی میرے اختیار میں نہیں ہے۔

لطیفہ

کسی مسافر کا مکان برباد ہو گیا تھا۔ نوکر سے کہا کہ آج مکان خوب صاف کرنا
کہ کوڑا کرکٹ بھیلے آدمی کو دیکھ کر بھینکنا۔ اُس ہو قوف نے جب ایک صاحب
دوست کو لے کر وہاں گئے۔ سب کو براؤت پر وال دیا۔ وہ نادم ہو کر مالک
مکان کے پاس آئے۔ اور شکوہ نوکر کا کیا۔ مالک مکان جب نوکر پر
بہت خفا ہوا تو نوکر نے کہا۔ آپ ہی نے کہا تھا۔ کہ بھیلے آدمی کو
دیکھ کر بھینکنا۔ ان صاحب سے بھلا آدمی اور کون تھا۔

لطیفہ

ایک عورت حسبتہ صاحب زمیندارہ کے روپیہ دینے آئی۔ بی ورسید لکھوا
کر واپس جانی تھی کہ صاحب کو باد پڑا کہ بی پر دستخط تو ہو گئے۔ مگر قہر ثبت
ہتھ پڑی۔ حایدی سے بی بی صاحبہ کو پکار کر کہا کہ بی بی صاحب آئیے
آپ کے بل پر تھوڑا لگا دی جائے

لطیفہ

ایک روز بیرل اپنی کتیا کو پکڑے جا رہے تھے۔ اکیر بادشہ نے پتلی
سے کہا۔ اے تو کتیا کا کیا لے گا۔ بیرل نے جواب دیا کہ حصہ رکتیا کے
کتنے دام دیں گے۔

لطیفہ

ایک شخص کو راما درزا و اندھا ایک گھڑا کا ندھ ہے پر رکھے اور ایک
چراغ مانتھ میں لٹے ہوئے مٹب کو جالا جاتا۔ اور کہتا جاتا مٹھا کہ مٹھو سچو دیکھتے
چلو۔ ایک شخص نے اُس سے متنبہ کر کہا کہ اے اندھے تو چراغ کیوں لٹے ہو
تجھ کو چراغ سے کیا فائدہ ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ بابا یہ چراغ میں نے اپنے
واسطے مٹھا رہتیں لیا ہے۔ بلکہ تم لوگوں کے لئے ہے۔ کہ دیکھ کر چلو۔
اور میرا گھڑا نہ توڑ دو۔

لطیفہ

نقل ہے کہ بادشاہ جم جاہ حضرت اورنگ زیب عالمگیر نے غلام
وزیر کو پہلے لے کر مہر شاہزادہ کے حاکم میں تشریف لے گئے۔ اور ازراہ مذاق
کے اپنا اور شاہزادہ کا لباس اتار کر وہ میرٹھ کو لے دوڑ پر رکھ دیا۔ اور
تاکر کہا کہ اب ابک گدھے کا بوجھ تم پر ہو گیا۔ وزیر نے جواب دیا کہ
خداوند! گدھا اس قدر بوجھ نہیں اٹھا سکتا ہے۔ یہ تو گدھ ہیں

لطیفہ

و شخص آپس میں انتہا درجہ کی دوستی رکھتے تھے۔ اتفاق زمانہ سے
ایک دوست وقتاً امیر گیسر ہو گیا۔ وہ دوسرا دوست اُس کے پاس
ملاقات کو گیا کہ اُس کو اس قدرت کی تمہیت دیں۔ مگر بھارہ بہت مفلس
تھا۔ اُس دوست امیر نے دیکھ کر اُس سے پوچھا کہ تم کون ہو اور
میرے پاس کس واسطے آئے ہو۔ یہ بھارہ بہت حیران اور شرمندہ ہوا کہ
میں کہوں اس کے پاس آیا۔ اُس نے وجہ امارت کے محض سے تنہا ہی
عارفانہ کیا۔ مگر فوراً اس کے خیال میں کچھ آگیا۔ اور یہ خیریت
جواب دیا کہ میں تمہارے پاس عیادت کے لئے آیا ہوں۔ تمہارا تھا کہ
تم دونوں آنکھوں سے اندھے ہو گئے۔ وہ اس بات کو سن کر
بہت شرمندہ ہوا۔

لطیفہ

ایک انھنی گیرے نے دیکھا کہ ایک فقیر نئی دستا رسر پہ بانڈ
چلا جاتا ہے۔ اُسٹھائی گیرے کا دل بھر آیا۔ اور اُچاک کر پگڑی
نے بھاگا۔ فقیر بھارہ غل مچا کر چپ ہو رہا۔ اور فقیرستان میں جا
کر بیٹھ گیا۔ لوگوں نے اس سے پوچھا کہ میاں شاہ صاحب! تم یہاں
آ کر کیوں بیٹھ رہے ہو۔ اُس کو جان کر تلامش کرو۔ اُس نے جواب
دیا کہ میں اس کوکھساں ڈھونڈوں۔ یہیں پر بیٹھا ہوں۔
آخر مکر وہ بھی ایک دن یہیں آئے گا۔ پھر اُس سے میں سمجھ
لوں گا۔

لطیفہ

لوگوں نے ایک حکیم صاحب کو دیکھا کہ جب وہ فقیرستان سے
گزرتے ہیں تو منہ اپنا چاؤ۔ سے چھپا لیتے ہیں لقمہ سے ایک شخص ہوتے

تو منہ اپنا ڈھانپ لیتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ راز بیان کے قابل نہیں ہے۔ جب سب نے اصرار کیا تو حکم صاحب نے جواب دیا کہ بھائیو اس قبرستان میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اس تاچیر کے علاج کرنے سے مر گئے۔ جب میں ادھر آتا ہوں۔ بوجہ شرم کے منہ چھپا لیتا ہوں۔

لطیفہ

ایک بے وقوف موبوی نے کسی کتاب میں وقت شب پڑھتے ہوئے دیکھا کہ جس کی ڈاڑھی ایک مٹھی سے لائی ہوئی ہے۔ اکثر وہ احمق ہوتا ہے۔ مالا صاحب گھبرائے۔ کہ اگر لوگ بھی اس کتاب کے مضمون سے مطلع ہوں گے۔ تو مجھ کو بیوقوف سمجھیں گے۔ اور قطع نظر اس کی لائی ڈاڑھی کی خاصیت یہ ہے کہ کہیں میں بھی بیوقوف نہ ہو جاؤں یہ خبر مل کر کے ارادہ کیا کہ قینچی لاؤ۔ محوڑی تراش ڈالوں۔ مگر قینچی موجود نہ تھی۔ مانتھ سے ڈاڑھی پائڑ کے حیرانگی دے سے لگا دی۔ کہ ایک مشت رہ جاوے۔ وہ جل کر مانتھ پر پہنچی۔ جب مانتھ جلنے لگا۔ گھبرا کر چھوڑ دی۔ آخر سب ڈاڑھی جلا کر رہی۔

لطیفہ

ایک دن دربار میں اکبر بادشاہ کے سامنے بیڑل کا گوز نکل گیا بادشاہ بیڑل پر بہت خفا ہوئے۔ کہ بیڑل تم پرے گدے ہو۔ بیڑل نے عرض کیا۔ جیساں پناہ میں پرا عقلمند تھا۔ مگر آپ سے کہہوں گی صحبت میں رہ کر عادت پڑ گئی۔ اس بات کو سن کر بادشاہ بہت شرمندہ ہوئے۔

ختم شد

سیرت نامہ حصہ دوم

لطیفہ

ایک روز حضرت سلیمان علیہ السلام تخت ہوائی پر سوار ہوئے اس کی سیر کر رہے تھے۔ آپ کے دست مبارک پر ایک بندہ بیٹھا تھا۔ اس سے آپ نے دریافت کیا کہ اے شاہ طہور تو نے یہ ٹکال میری کیا ہے۔ اور بڑے بڑے اولو العزم بادشاہوں کو دیکھا ہے۔ بتا کہ اس وقت روئے زمین پر کوئی دوسرا مجھ سے بڑھ کر صاحب اقبال و تاجا میں ہے۔ پھر بندے نے جواب دیا۔ اگر میری گستاخی موافق فرمائی جاوے۔ تو آپ کے سوال کا جواب عرض کروں۔ آپ نے فرمایا بلا تاثر بیان کر۔ پھر ٹھہرنے پر فرمان سن کر عرض کیا کہ حق تو یہ ہے کہ اس وقت روئے زمین پر آپ کا ثانی نہیں ہے۔ اور اگر بڑھ کر ہے تو یہ مشیت پر ہے۔ کیونکہ آپ تخت ہوائی پر سوار ہیں۔ اور بندہ آپ کے دست مبارک پر۔ بس آگے آپ کی کمتری اور برتری کا انصاف کر لیجئے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اس کے جواب پر صواب سے بہت محظوظ ہوئے اور اس کو ہر وقت اپنی مصاحبت میں سرفراز فرماتے۔

لطیفہ

ایک صاحب کے مکان پر کسی تقریب کے باعث محفل انبساط منقذہ ممتی۔ اور منگامہ رفیق و سرور گرم تھا۔ سب عزیز و اقارب دست

تیز خیال اور حاضر جوابوں میں شمار کرتے تھے۔ طوائف کے بعد سے
 تکبہ کی طرح نگے بیٹھے تھے۔ چونکہ حقہ کا دور شروع تھا۔ طوائف
 نے تقصیماً حقہ آپ کی جانب کر دیا۔ اور کہا کہ پیچھے۔ وہ تو اس پر
 پہلے ہی لٹو تھے۔ بڑے دایں پٹان یا بائیں۔ یہ سن کر وہ شوخ دل
 حاضر جواب متبسم ہو کر کہنے لگی۔ کہ ان طریقوں کا کیا ذکر ہے۔ مطلب پینے
 سے ہے۔ یہ جواب سن کر وہ حضرت بہت مادم ہوئے۔ اور اسی وقت
 وہاں سے ایسے چپیت ہوئے۔ جیسے لافول سے شیطان ۛ

لطیفہ

ایک زمیندار مکار ٹپا مروم آزار تھا۔ کسی کو اپنے زعم میں وہ مستاک
 سمجھتا تھا۔ اس گاؤں کی جس قدر رعایا تھی۔ سب اس سے دل
 تنگ تھی۔ رات دن اس کو ترک دینے کی فکر میں رہتے۔ ایک روز کا
 ذکر ہے کہ آپ جنگل میں جا رہے تھے۔ اٹھائے راہ میں تالاب تھا۔
 وہاں دھوپ کی کپڑے دھو رہا تھا۔ اپنے دل میں سوچا کہ میرے کپڑے
 سیسے ہو گئے ہیں۔ ان کو دھوا نا چاہیے۔ یہ سوچ کر دھوپ سے کہنے
 لگا کہ اوہ دھوپ میرے کپڑے کھاٹ دھو دے۔ دھوپ نے
 جواب دیا کہ چودہری صاحب مجھے کیا غصہ ہے۔ آپ کپڑے اتار دیجئے
 میں ابھی دھو دیتا ہوں۔ جبکہ چودہری صاحب کے سر نشہ کا دیو سوار
 تھا نہانے لگے۔ ونا معقول ہم کپڑے نہیں اُتاتے۔ ہمارے بدن پر
 ہی دھو دے۔ دھوپ نے اسے خوف کے تالاب کے کنارے پر بٹھا
 کر کپڑے دھونے شروع کئے۔ جب کپڑے خوب صفا ہو گئے۔ تو
 دھوپ نے کہا اب چودہری صاحب آپ دھوپ میں بیٹھ جائیں تاکہ
 کپڑے علیحدہ خشک ہو جائیں۔ پس زمیندار صاحب چنوں کے کھیت
 میں جا کر بیٹھ گئے۔ پہلے کھیت دیکھ کر مزی میں سوئے۔ کہ
 جب تک کپڑے خشک نہ ہوں۔ بکا رکھوں رہے۔ کچھ نشہ

کرنا چاہیے۔ یہ سوچ کہ ہرے ہرے بوٹ توڑ توڑ کر کھانے لگے۔
 وقتاً را اُسی دنت کمصیت والا بھی اُ پہنچا۔ اُنہیں دیکھ کر لنگارا
 لگریاں کوئی سنتا ہی نہیں۔ چپکے چپکے دیے پاؤں پیچھے سے آکر
 نمبردار صاحب پر جوتے مارنے شروع کئے۔ تب آپ وہابی
 سے پکار کر کہنے لگے۔ کیوں کیا بات ہے کھڑے جا تجھے سمجھوں
 گا۔ وہابی نے جواب دیا جو دوسری صاحب بات کیا ہوئی۔ کپڑے
 میں دھوئے۔ گندے اس نے کر دیئے۔

لطیفہ

ایک کٹری بوڑھیا کہیں جاتی تھی۔ راہ میں ایک خوش مزاج جوان
 نے ابروئے مذاق دریافت کیا کہ اے بوڑھیا آفت کی پڑیا یہ کہاں
 تو نے کس قیمت کو خریدی ہے۔ اُس ضعیفہ نے جواب دیا کہ اے
 جوان پیرارمان! نہ گھبرا۔ جب خدا تجھے کو اس حشر کو پہنچائے گا بے
 قیمت مل جائے گی۔

لطیفہ

کسی نے پچھونے دریافت کیا۔ کہ یہ کیا سبب ہے کہ جو تو موسمِ سرما
 میں اپنے گھر سے باہر نہیں آیا کرتا۔ اُس نے جواب دیا کہ گرمی میں میری
 کوئی عزت ہوتی ہے۔ جو جاڑے میں گھر سے باہر نکالوں۔

لطیفہ

ایک شاعر نہایت خوش کلام فصیح البیان رند مشرب تھا۔ سوائے
 بیہودہ گوئی اور شراب نوشی کے کوئی کام نہ کرنا تھا۔ اس کی بیوی
 نہایت پارسا اور صاحبِ عزت و عصمت تھی۔ دن رات عبادت الہی
 میں مصروف رہتی تھی۔ ایک روز بیوی صاحب نماز پڑھ رہی تھیں
 کہ آپ بھی محل میں آئے۔ بیوی صاحب کو اس حال میں دیکھ کر

بیٹھ گئے۔ جب اُس نیک بخت نے نماز سے فراغت پائی۔ تو آپ نے
 دریافت فرمایا۔ کہ بیوی صاحب اگر مرد عبادت کرتے ہیں تو اُمید
 حورائے بہشتی کی کہتے ہیں۔ مگر آپ فرمائیے کہ آپ کو کس مرد و مجرد
 کی خواہش ہے۔

الطیفہ

نقل ہے کہ ایک وفیر سودی شیرازی علیہ الرحمۃ نے ملک عراق کا سفر
 کیا۔ وہاں کے رئیسوں نے جب آپ کی تشریف آوری کی مشہرت
 سنی تو بہایت تعظیم و تکریم سے اپنے مکان پر لے گئے۔ اور عمدہ عمدہ
 قسم کے کھانے جیسا کہ بادشاہان ذی شان کے واسطے لپکا یا کرتے ہیں۔
 تیار کرائے۔ جب آپ کے آگے لائے تو آپ نے فرمایا دعوت ہے اور
 شیراز۔ پھر جب کھانے سے فارغ ہوئے تو پھر وہی کلمہ ارشاد ہوا۔
 یعنی دعوت ہے اور شیراز۔ ان امر میں سے ایک شخص نے دریافت کیا
 کہ اے سرتاج جمع فضلاء شیراز میں کیا اس سے بہتر کھانے تیار ہوتے
 ہیں۔ جو ہم خادموں کے یہاں حاضر آپ کے مقبل نظر نہ ہوا۔ بیشک کچھ
 فرمائیے اس کا جواب بھی یہی دیا کہ ہاں صاحب دعوت ہے اور شیراز
 پس مکرر یہ جواب بھی شکر خاموش ہو گئے۔ اور شیخ صاحب سے کہنے
 لگے کیا مضائقہ ہے۔ اگر زندگی مستقر باقی رہی تو ضرور کبھی اس
 دعوت شیراز کے سہ کو حل کریں گے۔ القصہ سودی علیہ الرحمۃ چند روز
 ٹھہر کر وہاں سے رخصت ہوئے۔ لیکن ایک عرصہ کے وہی امر اس پر
 سیاحت کرتے ہوئے شیراز میں آئے۔ اور شیخ صاحب کے مکان کا
 بہتہ دریافت کرتے ہوئے پہنچے۔ ایک شخص نے مکان پر لا کے کھڑا کیا
 کہ شیخ سودی ریح کا مکان یہی ہے۔ انہوں نے ٹوٹے اور خوں پوش
 جھونپڑے کو دیکھ کر کس سال حیرت سے کیا کیا اسی دعوت اور
 شیراز پر ناز تھا۔ خیر محبوبہ ان میں سے ایک شخص نے آواز دی
 کہ اب گھر موجود نہ تھے۔ لڑکی نے اندر سے جواب دیا۔ کہ وہ گھر میں

تشریف بہنیں رکھتے۔ جو کچھ آپ نے کہا ہو۔ فرما دیجئے۔ جب
وہ تشریف لائیں گے۔ اُن کی خدمت میں مفصل عرض کر دوں
گی۔ تب اس امیر نے کہا کہ جب سعودی صاحب گھر میں رونق
افروز ہوں۔ تو اُن کی خدمت سرایا پر بکت میں اتنا گزار میں
کر دینا کہ ملک عراق سے آپ کا خادم قدم پوسی کے ارادہ
سے حاضر ہوا تھا۔ اور یہ شعر کہہ گیا ہے۔

سعود یا شیراز یا نامت لبس مست

چوں بدیدم خانہ اندھار و خس مست

ہر کی نے یہ کلام ملامت الہیام سن کر امیر سے کہا کہ خدا جانے
نباہ و کلبہ کس وقت تشریف لائیں۔ آپ اس کا جواب بیلتے
جائیں۔ دیکھا جائے گا۔

تافلہ رفتند و ما ہم بسر و نیم

از برائے چند روزہ ایں لبس است

وہ امیر یہ کلام دلپذیر سن کر صورت تصویب شدہ رہ
گیا۔ اور کیا مرحبانی الحقیقت ہم نے سعودی راجہ کا مرتبہ بہنیں
جانا۔ جیسا ستامقاویا پایا۔ واقعی آپ کے صاحب کمال
ہونے میں کوئی شک نہیں۔

قدیر گوہر شاہ بداند یا بداند جوہری

پھر ہر کی نے ایک بوڑھا ان کے بیٹھنے کے واسطے اندر بھیجا
اور کہا آپ آرام فرمائیے۔ یقین ہے کہ شیخ صاحب بھی تشریف
لاتے ہوں گے۔ وہ تینوں امیر اس پوریا کو قالدین سمجھ کر بیٹھ
گئے۔ اتنے میں سعودی صاحب بھی تشریف لائے۔ وہ تینوں
مہمان سرور قد تعظیم دے کر بغل گیر ہوئے۔ شیخ صاحب نے
ہایت خندہ پیشانی کے بٹھایا۔ پھر گھر میں تشریف لائے۔ اور

کہا بسم اللہ کیجئے۔ انہوں نے یہ مان چوس نہ کہ وار کہاں کھائی
 سکتیں۔ پہلے ہی نغمہ میں حلق سے خانہ جنگی ہونے لگی۔ غرض بہار
 وقت وہ نغمہ پانی کے گھونٹ سے اُٹا۔ اور کہا اے سعدی !
 اسی دعوت شیراز پر ناز ہے۔ شیخ نے جواب دیا۔ بیشک اگر آپ
 برسوں بیاں تشریف رکھیں تو ناگوار نہ ہو۔ کیونکہ جملہ تکالیف
 کا نتیجہ تکلفات ہیں۔ اور تکالیف کا زمانہ ہمیشہ یکساں نہیں رہتا
 اس لئے ہمارے شیراز کا قاعدہ ہے۔ کہ جو کچھ اپنے گھر میں موجود
 ہوتا ہے۔ اسی سے مہمان کی تواضع کرتے ہیں۔ زیادہ تکلف کی
 ضرورت نہیں ہے۔ برعکس آپ کے طریقہ کے۔ وہ امیر یہ جواب
 یہ صواب سن کر اپنے دل میں نہایت شرمندہ ہوا۔

لطیفہ

کسنی بخیل کے دروازہ پر ایک فقیر نے سوال کیا۔ بہت دیر کے بعد
 آواز آئی کہ شاہ صاحب ٹاٹھ خالی ہیں ہے۔ فقیر نے جواب دیا
 کہ بابا خدا کرے تیرا ٹاٹھ خالی ہو۔ اور ہماری قدر کرے۔

لطیفہ

ایک روز اکبر بادشاہ نے بیرل سے دریافت کیا کہ اے بیرل
 سرسبزی۔ ملک۔ آسووگی رعایا۔ استحکام حکومت۔ کس چیز پر
 منحصر ہے۔ بیرل نے جواب دیا کہ جہاں پتاہ ! وار و مدار
 حکومت کا چار چیز ہے۔

اول۔ عدالت۔ دوم سیاست سوم سخاوت چہار شجاعت
 عدالت سے یہ مراد ہے کہ بادشاہ کل مقدمات رعایا میں نیک و بد
 اور جھوٹ سچ کی تمیز کرے۔ کمتر کے مقابلے میں برتر کی رعایت نہ کرے
 کل عام رو عام کو اپنے عدالت کے مزار میں رکھے۔

سیاست کا منشا ہے۔ کہ کمزوروں پر رحم اور ظالموں اور
سکینوں پر جبر کرے۔ بلکہ ایسے بد معاشر لوگوں کو اپنے ملک سے
نفیت و ناپود کرے۔ تاکہ رعایا ان کے کمزور و فریب سے فارغ
اللبال ہے۔ جس بادشاہ کی سیاست بہنیں۔ اُس کی بے خوف
ریاست بہنیں۔

سجاعت کرنا بادشاہ کے ریلے اعلیٰ درجہ کا منصب ہے اپنے
دوست کرم سے غریب اور مساکین کو خوشن و خرم رکھے۔ کرم
سے دولت کی ترقی ہوتی ہے۔ ہفت اقلیم میں اس کی نیک
نامی کے گیت گائے جاتے ہیں۔ سخی کے دشمن کم اور دوست
زیادہ ہوتے ہیں۔ جس شاہ کو یہ بات میسر بہنیں اس کے ملک
مال میں سرسبزی بہنیں۔

شجاعت شہر یاری اور جہاداری کا درۃ التاج ہے۔
جس حاکم کو یہ بہنیں۔ اُس کے ملک آمد و دولت میں وسعت
بہنیں۔ اس کی خلافت میں ہر لحظہ زوال ہے۔ آرام طلبی اور
بیرونی بادشاہ کے امور سلطنت میں نئی نئی خرابیاں پیدا کرتی
ہیں۔ ایسے بادشاہ کے دشمن ہر وقت گھات میں رہتے ہیں اُن
دولت کے چودل میں آتا ہے کرتے ہیں۔ جس بادشاہ میں یہ چار
صفت بہنیں۔ اُس کی ریاست قاک بھی بہنیں۔

لطیفہ

ایک شخص اپنے دوست کے ہاں گیا۔ میزبان کے یہاں چلچلے موجود
تھا۔ اپنے دوست کے آگے لا کر رکھا۔ چونکہ آپ کی خداک زیادہ تھی
کھانا جو سب گھروالوں کو کافی ہوتا ہے۔ اس نے چٹ کر کے ڈکار
تک نہ ل۔ القصہ تین روز کے بعد وہ رخصت ہونے لگے۔ تو میزبان نے
دریافت کیا کہ اب کہاں تشریف لے جائیں گے؟ وہاں نے کہا اے دوست
میرا بارہ عراق جانے کا ہے۔ وہاں جا کر اما علاج کرونگا۔ میرے ہاں ضرور

فرق رہتا ہے۔ اچھی طرح کھانا کھایا نہیں جاتا۔ تب مہربان نے جواب دیا کہ اے دوست جب آپ اپنا علاج کرا کر واپس آؤ۔ تو ملتے مجھ غریب کے مکان پر تشریف نہ لائیے گا۔ کیونکہ کم کھانا تو آپ کا ایسا ہے۔ اگر شکم بھر کر کھاؤ گے تو شاید میں بھی کفایت نہ کروں۔

لطیفہ

ایک ظریف کسی تقریب میں اپنے دوست کے ہاں مہمان گیا۔ جب کھانے کا وقت آیا سب اہل محفل کے روبرو دسترخوان بچھا کر کھانا چٹنا اتفاقاً ظریف صاحب کے آگے جو رکاب سالن کی رکھی گئی اس میں سوائے شوربے اور چند قندے ترکاری کے بوٹی کا پتہ نہ تھا ظریف گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اپنی آستین چڑھانے لگا۔ لوگوں نے دریافت کیا میاں صاحب یہ کیا حرکت ہے؟ ظریف نے جواب دیا کہ صاحبو حرکت تو کچھ بھی نہیں ہے۔ لیکن میں اس بھروسہ میں غوطہ لگا کر بوٹی تلاش کرتا ہوں۔ یہ بات سن کر تمام اہل مجلس ہنسنے لگے۔ اور صاحب خانہ ہدایت نادم ہوا۔

لطیفہ

ایک دن اکبر بادشاہ اور ملا صاحب سوار چمے۔ مرغزاروں کی میر کرتے جنگل کے سیر سے اپنی طبیعت بہلا رہے تھے۔ آپس میں سلسلہ مذاق شروع تھا۔ اتنا اے گفتگو میں بادشاہ کے پیٹ میں باد مخالف نے چور کیا ہے اختیار رسیج نکل گئی۔ تداست کی وجہ سے بادشاہ نظر خراب کر رہے دیکھنے لگے۔ ملا صاحب نے یہ موقع دیکھا۔ تو فوراً اپنا پیٹ سینچ بٹھا کر ایک آواز صراحت کی۔ اور آسمان کی طرف دیکھنے لگے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ اے ملا یہ کیا گستاخی ہے۔ ادھر دیکھو۔ ملا نے جواب دیا کہ جہاں پناہ! میں یہ دیکھتا ہوں کہ کونسا زیادہ بلند گیا۔ اکبر یہ جواب سن کر کمالی ہلوم ہوا۔

لطیفہ

ایک ماہی گیر شیخ وزر درنگ کی بے نظیر مچھلی پکڑ کر بادشاہ کے دربار میں لے گیا۔ بادشاہ کو وہ مچھلی بہت پسند آئی۔ بادشاہ نے فرمایا اس کی قیمت کیا ہے؟ مچھلی نے عرف کی اس کی قیمت دو ہزار روپے ہے۔ بادشاہ نے اسے قیمت کے لئے وزیر کی طرف اشارہ کیا۔ چونکہ وزیر بہتایت حاسد تھا۔ بادشاہ سے کہنے لگا۔ کہ حضور اس قسم کی مچھلی کثرت اور پکڑنے والے بشار ہیں۔ اگر اس طرح فی مچھلی دو ہزار روپے دیئے جائیں گے تو گنج قارون بھی کفایت نہیں کر سکتا۔ بادشاہ نے جواب دیا کہ اب کیا ہوتا ہے۔ میں اپنی زبان دے چکا۔ وزیر نے کہا اس کا علاج سہل ہے۔ آپ اس سے دریافت کیجئے۔ کہ یہ مچھلی موت ہے یا زندگی۔ اگر مادہ بتلائے تو آپ اس کا شرط دے کر لے لیں۔ اگر نہ بتلائے تو آپ مادہ منگائیں۔ یقین ہے کہ وہ اس بحث پر مجبور ہو کر قلیل قیمت لے جائے گا۔ اور آپ کے عہد میں بھی فرق نہ آئے گا۔ بادشاہ نے بھی سوال اس ماہی گیر سے کیا۔ کہ یہ مچھلی موت ہے یا زندگی؟ چونکہ ماہی گیر بھی محبت یا ختم تھا۔ بالاپس و پیش فوراً جواب دہ ہوا کہ حضور یہ مچھلی محنت ہے یعنی نہ مرد ہے نہ عورت۔ بادشاہ کو جواب اس کا ہنسا پسند آیا۔ علاوہ قیمت کے پانسو روپیہ اور انعام دیا۔ اور وزیر شہر سے ہوا۔

لطیفہ

کسی امیر نے ایک بندہ سے سنا تھا۔ کہ جو کوئی صبح کے وقت سورج نکلنے سے پہلے چڑا کوئے کا ایک جگہ بیٹھا ہوا دیکھے۔ تو اس پر بہتایت مبارک اثر پڑتا ہے۔ چنانچہ اس امیر نے اپنے ایک نوکر کو ہدایت کی کہ جس روز صبح کو قیں طلوع آفتاب کوئے کا جو لہجہ دیکھے فوراً ہم کو خبر کرنا۔ گو کہ اس بات کی تلاش میں رٹا۔ قصداً ایک روز کوئے کا جو لہجہ دیکھ کر ان سے

کو اطلاع دی وہ حضرت دہوتی سے بھڑکتے ہوئے آیا۔ گھر سے باہر آئے وہاں
 آکر دیکھا تو صرف ایک کو آ بیٹھا ہوا ہے۔ اپنے دل میں بدت پشیمان ہو کر
 کہنے لگا۔ کہ اور بڑک لیں ہم نے تجھ کو موقوف کیا۔ جانے گھر بھیجہ تو کرنے
 جواب دیا کہ حضور ص نے دو کو لے دیکھے تھے۔ یہی کیا خوش ہوا جو آپ
 ہوتے غیبت ہوئی کہ یہ صاحبہ بھی پر گزرا۔ یہ جواب سن کر امیر بدت
 خوش ہوا۔ اور اس کو اس کی جانب پر بحال کر دیا۔

لطیفہ

ایک روز اکبر بادشاہ اپنے والد بزرگوار کے سرقد شریف پر شریف
 لگے اور فاتحہ پڑھ کر چشم تر دہاں سے یہ کہتے ہوئے برآمد ہوئے۔
 جہاں میں کوئی بھی دایم رہا ہے
 ملا صاحب نے یہ مصرع سن کر عرض کیا۔ حضور پرچ ہے۔ مگر
 نام نکو قائم رہا ہے

لطیفہ

ایک روز شہزادی نرپا النساء غسل سے فارغ ہو کر اپنے گیسوٹے پچیاں کو
 بل وے کر پانی بچھو رہی تھی۔ پانی قلم نزاکت سے خوشنم کی طرح بہتا پچیاں
 سے ٹپکتے نہ تھا۔ چونکہ شہزادی ذہین اور مستحضر تھی۔ اس وقت کی درخشاں
 کا یہ عالم دیکھ کر درج وہن سے گوہر سخن نکال کر یوں آبدار کیا ہے
 اکوئی وہ چہ سترے اکثر بنے اور ٹوٹ جائے
 قطرہ شبنم کا ہے جو گہر بنے اور ٹوٹ جائے
 چونکہ یہ شعر عالم شوق میں شہزادی کے قیمتی خیال کا نتیجہ تھا۔ ایک ہری
 مزین کر کے ایک کینیز پر تمیز کے نامہ عاقل خاں وزیر کے پاس روانہ کر دیا۔
 اس نے وزیر صاحب کی خدمت میں جا کر پیش کیا۔ چونکہ عاقل خاں درودہ
 شہزادی سے لاگ لگ رہا تھا۔ اس شعر کو دیکھ کر مرغ لبہا کی طرح ہنسا

اور عالم مشوق میں اس شعر کا جواب اس شعر کے نیچے یوں موزون کیا ۔۔۔
 جب بچوڑے تو ہٹا کر بال اپنے طشت میں
 آتے آتے طشت تک گو ہر بنے اور ٹوٹ جائے
 شہزادی جواب پا کر اپنے دل میں بہت تادم ہوئی۔ اور کہنے لگے کہ خدا یا
 شعر کے ہر ایک لفظ سے کسی شہم تر کسین کی غمازی ثابت ہوتی ہے۔ گویا ستر پاپا
 میرا فوگ کھینچا گیا ہے۔ ورنہ کہاں یہ شعر اور مائل خاں ؟

لطیفہ

۲۰۱۸۰

ایک روز بادشاہ نے بخیال زیادتی فوج کل فوج کو یک ظم برخواست کر دیا۔
 رات کو خواب میں دیکھا کہ بہت سے آدمی خزانہ شاہی اٹھائے لے جاتے
 ہیں۔ بادشاہ نے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم سرکلاں خدا
 ہیں۔ پوچھا کہ یہ خزانہ کس واسطے لے جاتے ہو؟ کہا جس روز سے
 بادشاہ نے سپاہ کو برخواست کیا۔ ان کی قسمت کا روپیہ دوسرا بادشاہ
 کے خزانے میں جاتا ہے۔ کہ ان کو اس خزانہ سے تنخواہ بیسگی۔ صبح کو جب
 انکے کھلی نو بادشاہ نے بیزل سے تعبیر طلب کی۔ بیزل نے کہا کہ حصہ خزانہ
 کو ملاحظہ فرمائیے۔ جب خزانہ کو ملاحظہ فرمایا تو بہت سا خالی پایا۔ بادشاہ
 نے اُسی وقت تمام فوج کو طلب کر کے بحال کر دیا۔ دوسرے خزانہ
 بدستور بچر گیا ہے مشوغہ بریں حالت زور فوج و بکس داری
 پیئے آسائش خلق حق و ادا حقیقت الیٰ دولت

لطیفہ

ایک دفعہ ملا دو پیازہ صاحب نے اکبر بادشاہ کے حضور میں کچھ نعت
 شہد و دوس کی کرنی شروع کی۔ پیریل کو یہ بات ناگوار گزری۔ بادشاہ سے
 عرض کیا کہ حضور شہد وستان میں جس قدر مسلمان ہیں۔ وہ ہماری نسل سے
 ہیں۔ بھلا ان کا کوئی گناہ ہے۔ ملا صاحب نے عرض کیا کہ حضور

سچ ہے۔ نہ ان کی ماں بہنیوں کا عقد ہمارے باپ دادا سے ہوتا نہ آج
یہ ہمارے نانا ماموں بنتے۔ یاد شاہ یہ جناب سن کر بہت خوش ہوئے اور
بیرل کو شرمندہ ہونا پڑا۔

لطیفہ

ایک روز اکبر بادشاہ دربار میں تشریف فرما تھے۔ یاد شاہ نے ملاں
وہیازہ کی طرٹ متوجہ ہو کر فرمایا کہ ملا صاحب آپ کو اپنی دستار بندی
پر طبراً خضر تھا۔ لیکن آج بیرل نے بھی اپنی دستار خوبصورتی سے باندھی ہے
ملا نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور گستاخی صاف بندہ یہ ایمان کی قبر پہنچاتا ہے
یہ شعور راجہ صاحب کو نہیں۔ بلکہ طوطی پس آئینہ "یہ حسن و سلیقہ ان کی پردہ
نشین پیاری بی بی کا ہے۔ بادشاہ نے فرمایا اس کی دیں کیا ہے؟ ملا صاحب نے
کہا راجہ صاحب اپنی دستار اتار کر بچہ دوبارہ ویسی ہی باندھ لیں۔ اور میں
اپنی دستار بچہ ویسی ہی باندھتا ہوں۔ گر راجہ صاحب بچہ ویسی ہی باندھ
سکیں تو میں سچ۔ ورنہ جھوٹا۔ تب بادشاہ نے بیرل سے فرمایا کہ اب ملا کے
قول کی صداقت ہوتی چاہیے۔ تم بھی اپنی کارستانی دکھاؤ۔ بیرل نے مجبور ہو کر
اپنے سر سے دستار کو اتار دیا۔ جب کمرہ دستار باندھی تو وہ خوبصورتی نہ آئی۔ بیرل
نے آئینہ میں دیکھ کر دستار باندھی تھی۔ تب بادشاہ نے فرمایا آج ہم کو یقین
ہو گیا۔ کہ تمہاری زوجہ تم سے زیادہ عاقلہ ہے۔ جو کام تم سے حل نہیں ہوتا۔
اس کو تم اپنی ہم خواجہ سے احتیام دلاتے ہو۔ یہ بات سن کر بیرل اپنے دل
میں بہت تاؤ مٹا۔ ملا صاحب نے عرض کیا حضور! سہ

بیرل زن زن است و نہ ہر مرد مرد
خدا آتش انگشت یکساں نہ کرد

اگر اس نیک بخت کو ان کی مری اور استانی کہیے تو زیبا ہے۔

لطیفہ

ایک روز اکبر بادشاہ انرا غریب حلفاء سے ملے اور فرمایا کہ

کے گلگشت فرماتے ہیں۔ خیابان چمن کی نکلت ولسہ یہ سے اپنے مشام جان کو
فرحت دے رہے تھے۔ کہ ایک زرمیڈار آیا۔ اور سامنے کھڑا ہو گیا۔ بادشاہ
نے پوچھا کیا چاہتا ہے۔ اُس نے کہا حضور میں اپنا مدعا یہ میں عرض کروں گا۔
پہلے آپ اپنی خاموشی کا سبب بیان فرمائیے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ اس
وقت میں اپنے خدا سے ترقی دولت اور عیش و آرام کی دعا مانگ رہا تھا
یہ سن کر وہ خاموش ہو گیا۔ تب اکبر بادشاہ نے فرمایا۔ کہ اب تو مجھ
سے مانگنا چاہتا ہے۔ جو تیرے دل میں آوے طلب کر اس نے جواب
دیا اے اکبر اب تجھ سے کیا مانگیں۔ جس سے تو مانگتا ہے۔ اسی سے ہم
بھی مانگ لیں گے۔ کیونکہ کسی کا قول ہے۔ "خفتہ را خفتہ کے کندیدار"
بادشاہ اُس جواب کو سن کر بہت نادم ہوا۔

الطیفہ

ایک روز اکبر بادشاہ نے بیزل کو سرا جلا میں فرمایا کہ اہل ہمت اور
ہمت بہت کی کیا پہچان ہے۔ بیزل نے عرض کیا کہ جہاں تپاہ گر وہ اولی
یعنی اہل ہمت کی یہ شناخت ہے۔ کہ اپنے قوت بازو سے روزی پیدا کرے
اور اپنی وابستگان اور اہل و عیال وغیرہ کو کھلائے۔ اور دوسروں کے متھے
اور ہاتھ کی طرف نہ دیکھے۔ احدیت ہمت کی یہ دلیل ہے کہ مال مفت پر
نظر رکھے۔ اور محنت اور مشقت سے بچاگے۔ زیادہ ریاضت سے کانے۔
سجوکے مریں۔ اور محنت نہ کریں۔ بادشاہ نے فرمایا۔ اس کی صداقت
کیونکر ہو سکتی ہے۔ بیزل نے عرض کیا۔ کہ حضور آپ کیشم خود ملاحظہ فرماویں
تو یہاں یہ مناسب ہے۔ ورنہ میں بھیڑنا دوسرے روز بیزل نے منہ
بادشاہ شہر سے باہر جا کر خیمہ نصب کرایا۔ اور سنگر خانہ جاری
کیا۔ تمام شہر کی رعایا عورتوں و بچوں جمع آئی۔ امیر و فقیر سب جوان شاہی
یہ مہمان سنے۔ ایک روز بیزل اور بادشاہ سترہ زارہ عیال کی گلگشت کو
ہاتھ پکڑ کر۔ ایک طرف سے ایک طرف۔ ایک ایک کر کے۔ ایک ایک کر کے۔

نے کہا اے بیٹے انسو میں ہے کہ تو اس قدر محنت و مشقت کر رہا ہے۔ آج ایک منہ سے تگر شاہی جاری ہے۔ اور تمام رعایا امیر و غریب اس کے خوانِ کرم سے سیر ہو رہی ہیں۔ کیا پترے واسطے نہیں ہے؟ یہ سن کر اس مرد ضعیف الہی دل نے جواب دیا کہ اے شہسوار عالی وقار جب تک مجھ کو اپنے قوت بازو سے نانِ جویں میسر آتی ہے۔ اُسے نعمتِ خوانِ شاہی سے ہزار درجہ اعلیٰ اور برتر سمجھتا ہوں۔ یہ سن کر بیزل نے بادشاہ سے کہا کہ میں نے اپنی عمر کے ستر برس میں یہ ایک الہی ہمت شخص دیکھا ہے۔ پس بادشاہ اور وزیر دونوں سخت گاہ کو واپس آئے۔

لطیفہ

ایک روز اکبر بادشاہ نے ملا صاحب سے دریافت کیا کہ بعد میرے عہد سلطنت کے زمانہ کی کیا آب و ہوا رہیگی۔ ملا نے اپنے علم اور فیہو فائدہ خیالات کے مطابق اس طرح ایک رائیچہ کھینچ کر حال بیان کیا کہ حضور آپ کی یقین لپیٹ تک زمانہ موافق رہے گا۔ بعد اُس کے سلطنت تیموریہ میں زوال آئے گا۔ اور بڑے بڑے حادثے پیدا ہوں گے۔ جس کا فوٹو کھینچ کر میں حضور کے ملاحظہ سے گزارتا ہوں۔ اور قہ یہ ہے۔۔۔

بادشاہ جاہل اور خود مطلب کم ہمت اور آرام طلب پیدا ہوں۔ جن کو اپنے نائدہ سے غرض اور رعایا کے نفع نقصان سے مطلب نہ ہو۔

قحط سالی اور بے روزگاری ٹکیوں کی سوتا کاری رعایا کی بربادی اور پریشانی کا باعث ہو۔

پیداوارِ زراعت عموماً کم ہوگی۔ کیونکہ غلہ کی ارزائی اور رعایا کی سبزی حاکم کی نیک بینی پر منحصر ہے۔

عموماً اور خصوصاً زنا اور چوری اور قمار بازی و شراب خواری جعل سازی اور دغا بازی کی کثرت ہوگی۔

حاکموں اور عہدہ داروں میں تین خصلتیں ہوں گی۔ اول ظلم و ستم

غشہ - تیسرے طمع یعنی رشوت ستانی - یہ تینوں خصلتیں رعایا کی غارت کرتے والی بدعوا سن شرمیا اور رقیل صاحب ثروت ہوں - شریف اور بخید اور غریبوں کو پریشانی اور ذلت ہو۔

عورتیں مردوں پر غالب ہوں - اور مرد محبت اور وفاداری دنیا سے نابود ہو - ہر قسم کے امراض اور تکالیف نقائص اعمال کی ہر قسم سے پیدا ہوں - جب یہ وقت آیا تو دنیا کا خاتمہ سمجھنا چاہیے +

لطیفہ

کسی شاہزادی نے ملا صاحب کو ان کی برجستہ جوانی کا شہرہ سُن کر اپنے باغ و نکش میں طلب فرمایا - ملا صاحب لباس فاخرہ سے آراستہ ہو کر در دولت پر تشریف لے گئے - شاہزادی نے اندر آنے کی اجازت دی - خادم نے بلا کر ایک کرسی پر بیٹھایا - آپ ہر طرف شاہی مکانات کی زیب و زینت اور سامان آرائش کو چشم حیرت سے دیکھنے لگے - اس وقت کے انداز اور حیثیت سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ جیسے کسی آزاد شخص کو قید خانہ میں بند کر دیتے ہیں - اور وہ گھبراتا ہے - شاہزادی نے چلوں سے یہ اطوار متحیرانہ اور انداز ظریفانہ مسائمتہ کر کے بیباختہ تبسم کیا - احد کہا کہ صاحب ابا بدولت کو آپ کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ کا شہرہ سُن کر دیکھنے کا شوق بدرجہ غایت تھا - تازم کہ آپ بائیں کیش و نقیش تشریف لائے - مگر کیا کہوں سے

نظر آئے اگر تیرا تجمل

آگے زبان بین بہن کر سکتی - ملا صاحب نے عرض کیا حضور مکرار شد فرمائیے - میں اس کو داکروں سے شاہزادی نے بیان کیا ہے

نظر آئے اگر تیرا تجمل

ملا صاحب نے برجستہ جواب دیا - تو کیوں نہا حیران میرا دل

مرحمت کئے۔ اور بہت محظوظ ہوئی۔

لطیفہ

ایک روز اکبر بادشاہ سے خواجه سسرانے کہا کہ جناب بیزل میری لڑا حاضر
جواب ہے اس سے ایسا سوال کرنا چاہئے کہ جواب بن نہ پڑے۔ بادشاہ
نے کہا جو تو کہے وہ پوچھا جائے۔ خواجه سسرانے کہا آج بیزل سے پوچھئے
کہ پختی کا لبتہ کس جگہ ہے۔ اور آسمان میں تارے کتنے ہیں۔ اور چاند
میں مرد و عورت کتنے ہیں؟ بادشاہ نے یہ سن کر کہا سبح ہے۔ اچھا بیزل
کو بلاؤ۔ یہ بات کہہ ہی گئے تھے کہ بیزل بھی آ موجود ہوئے۔ بادشاہ
نے بیزل سے وہی سوال کئے۔ جو خواجه سسرانے کئے تھے۔ بیزل نے
اُن کو مس کر کہا کہ ان کا کل جواب دوں گا۔ یہ کہہ کر مکان کو گئے۔ جج
ہوتے ہی بیزل ایک ہتھوڑا اور نوپے کے کیلے کر بادشاہ کی
خدمت میں پہنچے۔ بادشاہ نے صورت دیکھتے ہی کہا کہ بیزل کھائے کل
کے سوالوں کا جواب لائے۔ کہا کہ جناب عالی حاضر ہوا۔ یہ کہہ کر
شاہی محل کے بیچ میں کیل گاڑ دی۔ اور کہا کہ حضور پرستوی کا لبتہ یہ
ہے۔ اگر آپ چھوٹا سمجھیں۔ تو پالیٹش کرا لیں۔ یہ جواب باصواب ٹھنکر
بادشاہ چپ ہوئے۔ اور دوسرے سوال کا جواب طلب کیا۔ تو وہ
مہینہ صاف سامنے کر دیا۔ کہ جناب عالی جتنے اس کے بدن میں روئیں
ہیں۔ اتنے ہی آسمان میں تارے ہیں۔ اگر اس میں شک ہو تو شمار
کر لیجئے۔ اور تیسرے سوال کا جواب بھی ٹھیک لایا ہوں۔ مگر
ایک بات نے مجھے شک و پشیمانی ڈال دیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ
خواجه لوگ گنتی میں گئے جاویں۔ یہ نہ عورت ہیں نہ مرد۔ اس
سے میری سمجھ میں نہیں آتا ہے۔ کہ دنیا بھر کے خوبے مرد اچھے
جاویں۔ تو حساب درست ہو جاوے۔ یہ بات مسخ کر بادشاہ
بہت منہ سہا اور خراج کر لے کر واپس لوٹا۔

اور شاہ نے بیرل کو انعام دے کر رخصت کیا۔

الحقیقہ

ایک جنگل میں ایک جماعت پھیروں کی جاتی تھی۔ اتفاقاً چوروں نے آدیا یا۔ وہ کہتے لگے میں واری میں صدقے چاؤں۔ ہم تو تارو پھیرے ہیں۔ کیا ہم کو بھی ایذا دے گے۔ چوروں نے جواب دیا کہ اسے بھائی ہمارے بھائی ہیں تارو ہی آئے ہیں۔ مرد ہمارے دام میں کب آسکتا ہے۔

الحقیقہ

ایک روز اکبر بادشاہ جمنہ کے کنائے بھجلی کا شکار کھیل رہے تھے۔ اور ایک آدمی شہر بادشاہ کی تذکرہ گیارہ تھا۔ اس کو چاٹ رہے تھے۔ اور بیرل بادشاہ کے پاس آٹھ کھانے مکان کو جا رہے تھے۔ راستے میں وہ رئیس مسلمان جو بادشاہ کی ملاقات کو جاتے تھے ملے۔ بیرل سے پوچھا کہ بادشاہ اس وقت کہاں ہیں؟ اور کیا کرتے ہیں؟ بیرل نے جواب دیا کہ جمنہ کے کنائے جھک مارے ہیں۔ اور گو کھاتے ہیں۔ یہ بات سن کر وہ رئیس اپنے دل میں بہت نا اہن ہوئے۔

الحقیقہ

ایک مولوی صاحب ہمیشہ شکار گردوں کو فہمائش کیا کرتے تھے کہ جو چڑھا کر میں پر عمل کیا کرو۔ ایک روز ایک طالب علم کو آدھا مے کا سبق پڑھا رہے تھے۔ مگر وہ چپ بیٹھا تھا۔ مولوی صاحب کئی بار خفا ہوئے کہ تو سبق کیوں نہیں یاد کرتا ہے۔ مگر اس نے کئی بار کہنے کا کچھ خیال نہ کیا۔ آخر مولوی صاحب خفا ہوئے اور اسے کو اسے۔ تب شکار گرو نے جواب دیا کہ آپ ہی نے غور شکار کے معنی چپ ہونا بتلائے تھے۔ اور نصیحت کی تھی کہ جو چڑھا کرو۔ اس پر عمل کیا کرو۔ اس وجہ سے مولا خٹ بیٹھا ہوں۔ مولوی صاحب بھی خٹ ہوئے۔

لطیفہ

ایک روتا کبرا دشاہ شکا کو گئے۔ وہاں آپ کو بہت جاڑا لگا تب محل میں آکر دوشالہ باندھا۔ اور خدمت گاہ سے کہا کہ جاڑے سے جا کر کہو کہ اب تیار زور نہیں رہا۔ خدمت گاہ نے باہر سے آکر عرض کی کہ جاڑا یہ کہتا ہے۔ کہ حضرت سے میرا زور نہیں۔ مگر تو کروں سے خوب سمجھوں گا۔ بادشاہ اکبر اس جواب سے بہت خوش ہوئے۔ اور سب کو عمرہ عمرہ پشاکیں بتا دیں

لطیفہ

ایک سبکیم نے یہاں کیر بادشاہ سے کہا کہ آپ کے منہ سے بُری بو آتی ہے بادشاہ نے یہ بات اپنی معبود بی بی سے کہی کہ تم نے ہمارے منہ کی بو بُری نہیں بتائی۔ اور تو رہاں بتاتی ہے۔ جو دھابائی بولی کہ ایک مرد کا جو منہ سونگھے۔ اس کو دوسری بولی کب تمیز ہوتی ہے۔

لطیفہ

ایک چندویا زپشاپ کرنے ایک ڈھلوان جگہ پر بیٹھا۔ پشاپ کی دھار اسکی طرف آئی۔ آپ اُس کو سانپ سمجھ کر پیچھے پیچھے۔ اور جوں جوں پیچھے ہٹتے جاتے تھے۔ دھار آگے آتی جاتی تھی۔ بیکار اُس کے پاؤں سے چھوٹی تھاپ زمین پر پڑ کر فرمانے لگے۔ موذی نے کاٹ ڈالا۔

لطیفہ

ایک عالم نے ملا دوپہانہ سے فرمایا۔ کہ آپ یہ کیا کرتے ہیں۔ یعنی یہ ہے سنت پر عمل کیجئے۔ کچھ فرض پڑھیں گے۔ ملا نے جواب دیا کہ آپ سنت پکڑے رہتے تندرہ تو پہلے فرض ادا کرتا ہے۔

لطیفہ

ایک بیٹے نے ایک فقیر کو گالیاں دیں۔ فقیر نے غصہ ہو کر اس کو ایک جوتہ مارا۔ فقیر کو بتا کر کو تو ال شہر کے روبرو لے گیا۔ اور کیا کہ اُس نے میرے

حوتہ مارا ہے۔ کو تو ال نے فقیر سے پوچھا کہ تم نے اس کے جوتہ کیوں مارا
 فقیر نے کہا اس نے مجھے گالی دی۔ تب کو تو ال نے کہا اے فقیر چونکہ تو درویش ہے
 اور قصور بھی عیب دہا ہے۔ اس وجہ سے سزا نہیں دیتا۔ صرف آٹھ گھنٹے بیٹھے
 کو دیے۔ پیرا قصور معاف۔ فقیر نے ایک روپیہ کو تو ال کے ہاتھ
 میں دے دیا۔ ایک حوتہ کو تو ال کے سر پہ لگایا۔ اور کہا اگر یہی سزا ہے تو
 آٹھ آٹھ اس کو دے دیجئے۔ اور آٹھ آنے آپ لے لیجئے۔

لطیفہ

ایک سحرے نے شادی کی چار ماہ کے بس۔ اس کی لمبی کے بڑا کاپیر لہوا
 بی بی نے شوہر سے پوچھا اس کا کیا نام رکھو گے؟ سحرے نے جواب دیا۔
 پیک۔ کیونکہ اس نے نوہینے کا راستہ چار مہینے میں طے کیا ہے۔

لطیفہ

ایک شخص فقیر کے پاس گیا۔ اور تین سوال کئے۔ اول تو یہ کیا کہ خدا سب
 جگہ ہے۔ مگر مجھے تو کہیں دکھائی نہیں دیتا۔ دوسرے یہ کہ انسان بغیر حکم
 خدا کے کچھ نہیں کر سکتا۔ تو اس کے گناہوں اور قصوروں کی سزا جو اس کو
 دجباتی ہے بالکل سبب ہے۔ کیونکہ اگر اس کو قدرت ہوتی تو سب کام اپنے
 لئے بہتر کرتا۔ تیسرے یہ کہ شیطان کو آتش دوزخ سے کیا اذیت پہنچ سکتی ہے
 کیونکہ پیدائش اس کی بھی آگ سے ہے۔ فقیر نے یہ سوالات سن کر ایک پتھر اس
 کے سر پہ مارا۔ وہ روتا ہوا قاضی شہر کے پاس گیا۔ اور فریاد کی کہ میں نے فلاں
 فقیر سے تین سوال کئے۔ اس نے ان سوالوں کا جواب کچھ نہ دیا۔ بلکہ ایک پتھر
 میرے سر پہ مارا کہ درد ہوتا ہے۔ قاضی نے فقیر کو بلایا۔ اور کہا کہ تو نے اس کے
 سوالوں کا جواب نہ دیا۔ اور پتھر مارا۔ فقیر نے کہا وہ پتھر اس کے سوالوں کا جواب
 ہے۔ اور یہ کہتا ہے۔ کہ میرے درد ہے۔ تو یہ درد مجھ کو دکھانا ہے تو خدا
 کو میں اسے دکھا دوں۔ اس نے آپ سے فریاد کیوں کی۔ کیونکہ بغیر

بغیر حکم خدا کے میں نے اسے نہیں مارا۔ مجھے کیا قدرت ہے۔ اور چونکہ نشانِ خاک
کی پیدائش ہے۔ اور پتھر بھی خاک ہے۔ تو پتھر پتھر کی چوٹ ہے اس کو کیسے
تکلیف پہنچی۔ قاضی نے ان جہايات کو بہت پسند کیا۔ اور وہ شخص اپنے سوالات
سے نہایت شرمندہ ہوا۔

لطیفہ

ایک نوکر اپنے آقا کا مل واسباب در روپیہ کے کو قرار دیا گیا۔ اور تلامن کرنا
شرع کیا۔ بعد ایک مدت کے وہ نوکر شہر میں سرگشت گزرا ہوا ملا۔ تو آقا نے اس وقت
اس کا بازو پکڑ لیا۔ اور کہا کہ ہاں بھارو بلکہ اب تجھے کیا مزہ چکھنا ہوا؟
سنئے ہی نوکر نے بھی آقا کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور کہا کہ میں آپ کو تلامن کرتے کرتے
پریشان ہو گیا۔ وہ مال واسباب کہہ لیا ہے۔ جو آپ کے آگے ہیں۔ غرض یہ
اُس کو اپنا نوکر کہتا۔ یہاں تک کہ دونوں میں نزاع کو بہت پہنچی۔ اور مقدمہ
دائر عدالت ہوا۔ حاکم وقت نے بمصلحت وقت حکم دیا۔ کہ ان دونوں کو
ایک دیکھ میں کھڑا کرو۔ اور کہا کہ ان کے سر دیکھ سے باہر کرو۔ جب ان دونوں
بے سر دیکھ میں سے باہر گئے۔ تو جلال کو حکم دیا کہ نوکر کا سر تلوار سے اُڑا دے
چشمِ سنئے ہی نوکر نے اپنا سر دیکھ کے اندر کر لیا۔ اور آقا اسی طرح کھڑا رہا۔
یہ مثل پس ہے۔ کہ چور کی دائری میں تنکا۔ سب نے کہا کہ مکاری ہی ہے تب عام
نے اُسکو بہت ہی شہادی۔ اور آقا کو اس سے روپیہ دوا یا۔

لطیفہ

ایک بادشاہ عادل منصف مزاج نے کسی مستحضرے قلام سے پوچھا۔ کہ تو
آمن کھیلتا جانتا ہے۔ اس نے بے ساختہ جواب دیا کہ میں تو بادشاہ اور
غلام میں بھی فرق نہیں کر سکتا۔

تمام شد

بیرل نامہ

حصہ سوم

نرلاب محمد دھرت اولیٰ ست بر خاکِ دی خفتن
بکود سے بیتوان کروں دروے پتیاں گفتن

لطیفہ

ایک روز کا ذکر ہے کہ ملا اور بیرل کے درمیان کچھ مذاق آمیز گفتگو ہو
ہی تھی۔ بیرل نے بادشاہ سے عرض کیا کہ جہاں اپنا ہنسا ملا صاحب کی اہل خانہ
سوتی پروتا خوب جانتی ہے۔ بادشاہ نے تہنسم ہو کر فرمایا کہ اے ملا یہ بات
سچ ہے؟ ملا نے عرض کیا کہ حضور واقعی جب سے ان کے دوتا سفتہ کو سفتہ
کہا ہے۔ یہ بھی مان گئے ہیں۔ اکبر بادشاہ یہ برحبتہ جواب سن کر خندہ زن
ہوئے۔ اور بیرل کو شرمندہ کیا۔

لطیفہ

ایک دفعہ ملا صاحب نے اکبر بادشاہ کو تخلص میں بیرل کی جانب سے
ورغلا یا کہ حضور راجہ صاحب کی دختر نیک اختر حسن و جمال میں یکتا ہے شعور و
وانائی بھی کمال ورجہ کی رکھتی ہے۔ اگر آپ تشریف لے چلیں تو خالی از لطف
نہ ہوگا۔ بادشاہ اس بات پر راضی ہوئے۔ دوسرے دن صبح کو بادشاہ
بیرل کے مکان پر تشریف لے گئے۔ جب لڑکی کو خبر ہوئی فوراً

بادشاہ کو مست ذرنگا رہ پڑ بھلا کر آپ کھانے کی تیاری میں مصروف ہوئی بادشاہ اُس کا حسن و جمال اور طرز و تہذیب دیکھ کر بہت مانوس ہوئے بلکہ وہ عائد لڑکی بادشاہ کے پیار کی آنکھیں تار گئی۔ اور دل میں کہنے لگی۔ کہ آج حضور کا یہاں رونق افروز ہونا خالی از علت نہیں ضرور کچھ دال میں کالا ہے۔ جب کھانا تیار ہو گیا تو اُس پر ہی رونے ایک ملشت ذرنگا رہیں رکا بیٹیں چن دیں۔ اور خواجہ زرووزی بچھا کر بادشاہ کے آگے خانہ رکھا۔ اور کہا اے قباہ عالم نوش جان فرما بیٹے۔ بادشاہ نے خوب سب کھانوں کو ملاحظہ فرمایا۔ تو سب رتایوں میں رنگ یزنگ کے چاول تھے۔ سب میں سے ایک ایک لقمہ تناول فرمایا۔ تو سب کا ایک ہی مزہ پایا۔ تب متعجب ہو کر دریافت فرمایا کہ تم اسی قسم کا کدو ایکا نا جانتی ہو؟ اُس نے عرض کیا کہ حضور یہ ایک تاتہ سحر ہے آپ کو دکھلا دیتا ہوں۔ جس سے آپ کو یہ بات منکشف ہو جاوے کہ دنیا میں سب عورتیں برابر ہیں۔ صرف ان میں رنگ و روپ حسن کا فرق ہے۔ جیسا کہ حضور نے ان کئی قسموں کے کھانوں کو تناول فرمایا۔ اور واقعہ میں سب کو برابر پایا۔ علیٰ نہا القیاس بادشاہ لڑکی کا یہ سلیقہ اور فطرت دیکھ کر بہت خوش چمٹے۔ رخصت کے وقت ایک خلعت مریض عنایت فرمایا۔

لطیفہ

ایک بادشاہ نے کسی نقال کو انعام میں یا کھتی بختا۔ جب وہ اس کے اپنے گھر پہنچا۔ اور اس کی غوراک کو دیکھا۔ گھر اگر اپنے دل میں کہنے لگا کہ اس حساب سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ اندر ہر یا صحت قیامت کی شبیہ کا نمونہ ہے۔ چند روز میں میرا دیوالہ نکال دیگا۔ یہ سوچ کر ایک بڑا ڈھول اُس کے گلے میں ڈال کر چھوڑ دیا۔ اب وہ شہر میں ہر طرف مار مار پھرنے لگا۔ لوگوں کا بہت کچھ نقصان ہوا۔ تا چار کسی شخص نے بادشاہ

نے بھوکا پیاسا اُس کو چھوڑ دیا ہے۔ فقال نے دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ حضور گستاخی منافی میں اس طویل القامت کو بھیجے بھلائے کھانے کو کہیں سے دوں۔ ہماری قوم میں جو آتا ہے وہ آپ کو کرکھاتا ہے۔ اسی لحاظ سے اُس کو بھی چھوڑ دیا گیا تھا۔ بادشاہ کو اُس کا جواب بہت پسند آیا۔ اور لکھا اچھلے جاؤ۔ اس کی خوراک سرکار سے ملے گی۔ کلائوت یہ جواب سن کر اپنے گھر آیا۔

لطیفہ

شاہجہان بادشاہ نے ایک کلائوت کو عرصہ کی حالت میں اپنے محل سے نکل جانے کا حکم دیا۔ کلائوت لہجے میں حکم اپنا گھربار چھوڑ کر جنگل میں آ پڑا۔ جس روز اُس کو خبر لگی کہ جہاں پناہ آج شکا تھا کیا اس راہ سے جائیں گے۔ فوراً اپنے ہارمیں کھڑے کر ایک بلند سرو کے درخت پر بٹھ کر گیا۔ جب دور سے بادشاہ کی سواری نظر آئی تو آپ نے گانا بجاتا شروع کیا۔ جس وقت بادشاہ اُس درخت کے قریب آئے۔ اور یہ حال ملاحظہ فرمایا تو ہایت متعجب ہو کر فوراً سے استفسار فرمایا۔ وزیر نے بیان کیا حضور وہی کلائوت ہے۔ جو غضب شہریاری سے معتوب ہو کر جلالہن ہوا تھا۔ بادشاہ نے اُس کو بلایا اور اُس بے باکی کا سبب دریافت کیا۔ کلائوت مومن ہو کر عرض کرنے لگا حضور ہم آفتاب کی طرح تمام روئے زمین پر گردش کرتے ہیں۔ جہاں ہم دریافت کیا کہ یہ ملک کس کا ہے جواب ملا کہ شاہ چشتی صاحبان کا۔ جسے آج مجبور ہو کر آسمان پر جانے کا قصد کیا ہے۔ بادشاہ اُس کٹیفہ بہت خوش ہوئے اور بادشاہ انتہا میں مرحمت فرمایا۔

لطیفہ

ایک روز اکبر بادشاہ اپنے باغ روح افزا میں مہم دونوں صاحب مالہ

مشاق شوق کو معطر و شاداب کر رہے تھے۔ ہر طرف نسیم سحر تو وہ گل سے
 انار و شبنم لے کر صحن گلشن میں عنبر ستانی کر رہی تھی۔ اُس وقت بادشاہ نے
 یہ بیمار چین کی ملاحظہ فرما کر کسی گلابیت رشک چین کی تصویر میں ملا صاحب
 سے مخا طب ہو کر فرمایا۔

چمن میں بوئے گل کیوں ہے پریشان
 ملا صاحب نے بھی یہ سن کر کسی کے مسلسل کا تصور باندھ کر عرض کیا
 کہ حضور فی الحقیقت مصرعہ ثانی
 یہ طرہ دے گئی ہے زلف بچیان
 اکبر بادشاہ یہ جواب با صواب سن کر بہت محظوظ ہوئے۔ اور
 ملا کو خلعت شامانہ سرفراز فرمایا۔

لطیفہ

ایک امیر بخیل نے اپنے دل پر جبر کر کے ایک دوشالہ سر محفل نقال کو دیا
 اس نے وہ دوشالہ لے کر بہت ادب سے اداب سجایا لایا۔ اور عرض کیا
 اے صاحب ذی شان مجھے کمبخت پر گشتہ بخت کے ایسے کہاں نصیب
 تھے۔ جو آدم علیہ السلام کی عمر کا بادکار یہ دوشالہ سیکڑوں پشت کی
 امانت کا قبالہ مجھے کو مرحمت ہوا۔

آفریں باد پر میں ہمت مروانہ تو
 یہ بات سن کر وہ بخیل بہت نادم ہوا۔

لطیفہ

ایک امیر صاحب کے یہاں کا ملازم نہایت ظریف اور خوش مزاج تھا۔
 اس کی عادت میں یہ بات داخل تھی کہ جو کام وہ کرتا۔ خالی ظرافت سے نہ
 ہوتا تھا۔ ایک روز کا فکس ہے کہ جب وہ امیر صاحب کچہری سے تشریف لائے
 اتفاقاً کوئی کاغذ جو امیر نے پاکی کی چھت میں رکھ دیا تھا پھول کے گڑھے

پہنچ کر جب یاد آیا تو نوکر سے کہا کہ ابے جا کر دیکھ تو سہی ایک کاغذ پانکی میں
 رہ گیا ہے۔ اُس نے آکر تمام پانکی کے اندر دیکھا۔ مگر اوپر کی طرف خیال نہ
 کیا۔ جب کاغذ ملا مجبوراً جا کر جواب دیا کہ حضور و ماں پر کچھ نہیں ہے۔
 تب امیر صاحب نے جھنجھلا کر کہا اے! تو جا کر غور سے دیکھ وہیں ہوگا۔
 وہ نوکر پھر آیا۔ اور دیکھا تو وہ چہت میں رکھا ہوا ہے۔ کمال کرے
 گیا۔ اور کہا کیجئے یہ تو ہے۔ مگر اُو وغیرہ داناں پر کچھ نہیں ہے۔ شاید
 کسی وقت آ بیٹھا ہوگا۔ امیر صاحب نے یہ برحسب جواب اُس ملازم
 شریف کا سن کر سخت نادم ہوا۔

لطیفہ

ایک روز ملا صاحب کسی خاص محل میں کسی شاہی کام کو انجام دینے
 کے لئے گئے۔ چونکہ قذوقامت فریب تھا۔ اور توند مبارک تو آپ سے باہر
 ممتی۔ ایک شاہزادی نے انہیں روئے مسخر دریافت کیا۔ ملا صاحب یہ سنا
 آپ نے کتنے کو خسر دیا ہے؟ ملانے جواب دیا کہ حضور موعہ ٹوٹنی و و
 گنڈے کو لیا ہے۔ شاہزادی اس حاضر جوابی سے کمال شرمندہ ہوئی

لطیفہ

ماہ رمضان میں مرزا غالب اپنے کسی دوست کے ہاں بیٹھے تھے۔ انہوں نے
 داناں سے پان منگا کر کھایا۔ ایک صاحب فرشتہ سیرت ہدایت متقی و پرہیزگار
 اس وقت موجود تھے۔ متعجب ہو کر بولے کہ قبلہ آپ روزہ نہیں رکھتے۔
 آپ یہ کلام سن کر جواب دہ ہوئے کہ شیطان غالب ہے۔

لطیفہ

ایک بڑی توند والے امیر اپنے خدمتگار سے پاؤں دھو رہے تھے۔ خدمتگار
 کو خیال آیا کہ آقا کا پیٹ اس قدر بڑا کیوں ہے۔ کچھ سوچ کر بولا کہ حضور آپ کے
 پیٹ کے اندر کتنے کچھ ہیں۔

نے کیا کہ اہل محض آپ ہی کا فضل ہے یا تمام قصبہ کا۔

المطبعة

ایک تاقی صاحب دراز ریش نے خواب میں شیطان کو دیکھا تو جہیل
اس کی ڈاڑھی پکڑ کر دو طمانچے رسید کیے۔ وروسی آنکھ کھل گئی۔
تو دیکھا ٹاتھ میں ہے اپنی ڈاڑھی
ہوئی شرمندگی پس اٹھتا کی۔

الحقيقه

ایک شخص ناظم البیان کے فیصلے ناراض ہوا۔ ناظم نے اس سے کہا کہ جیسا قاضی کے یہاں اپیل کر۔ اُس نے کہا وہ اپیل آپ کاسٹیٹنگ کے وہ تو آپ کے بھائی ہیں۔ کہا بھتی کے یہاں جا۔ کہا وہ آپ کے چچا ہیں۔ کہا وزیر کے یہاں جا۔ اُس نے کہا نہ آپ کے ماما ہیں۔ کہا بادشاہ کے پاس جا۔ کہا بادشاہ سے آپ کی بھتیجی منسوب ہے۔ پھر کہا جہنم میں جا۔ اُس نے جواب دیا دلوں آپ کے والد بزرگوار موجود ہیں۔ بھلا وہ میری کب وال گئے۔
دیں گے۔

لطيفة

ایک امیر اپنی لونڈی سے مصروفِ صحبت تھے۔ اپنی خواہش نغسانی میں کمی پا کر
 لونڈی سے چاہا کہ اپنے ماتھے میں لے کر دو کرے۔ اس نے تعمیل کی۔ اتفاقاً
 امیر کے گوتہ صا ور پڑا۔ لونڈی نے غصہ کیا۔ امیر نے کہا اس میں منہ کی کیا بات
 ہے۔ میں کچھ سلیمان ہوں جو مہا میرے اختیار میں ہو۔ لونڈی نے کہا میں
 بھی عیبے ہوں جو مہرے کو زندہ کر رہی ہوں۔

لطیف

کسی رانی صاحبہ نے خدمتگار سے کہا میں دہوانے کی ضرورت ہے رگ و پے میں در معلوم ہوتا ہے۔ یہ شکر خدمتگار یوں لاکھ حصہ پھٹا تو ہتھ چڑھ گیا؟

لطیفہ

لکھوا دیا۔ اور حکم دیا کہ دو روز کے اندر تم ہماری ولایت سے نکل جاؤ
 ورنہ تیسرے روز اگر بیاں پاؤں گا تو قتل کر دیئے جاؤ گے۔ اور تمام گھر
 بیزل کا غنیمت کر لیا۔ بیزل کو فکر ہوئی کہ میں اپنا گزارہ تو بہر صورت کر سکتا
 ہوں۔ لیکن قبائلی معنت تباہی میں آگئے۔ ان کی رہائی کی تدبیر کیجئے سوچتے
 سوچتے بادشاہ کے پیر مرشد کی وضع بنا کر شہر میں داخل ہوا۔ اور ایک امیر
 کے مکان پر آیا۔ جو ان کے مرید تھے۔ وہ امیر دیکھتے ہی قدم بوس ہوا۔
 اور اجازت چاہی کہ بادشاہ کو خبر کروں۔ بادشاہ کے نام سے پیر مرشد
 بہت گھبرائے۔ اور کہا کہ بادشاہ کو آنے کی اجازت نہیں ہے۔ رفتہ
 رفتہ بادشاہ کو خبر ہو گئی۔ بادشاہ بھی پامرد نہ تشریف لائے اور
 چہرہ میں داخل ہونے کی اجازت چاہی۔ اندر سے حکم آیا کہ بادشاہ کا عالم
 ہے اُس کو حصہ میں آنے کی اجازت نہیں۔ بادشاہ نے بہت التجا کر کے
 عرض کی کہ میں نے کیا ظلم کیا کیا کہ تو نے بیزل کو جو تیرا خیر خواہ ملازم تھا
 ناحق سنا یا ہے۔ وہ میرے پاس فریاد کرنے گیا تھا۔ اگر اُس کا قصور تھا
 کر دیوے اور جان بخشی کا اقرار کرے تو حضور کی زیارت ہو سکتی ہے۔
 شاہ نے اقرار کیا۔ پیر مرشد نے اندر سے قرآن بھیجا۔ اور کہا کہ اس پر
 نہر لگائے۔ شاہ نے ہر گادی۔ جب بادشاہ کی خبر دیکھ لی اور اطمینان
 کر لیا۔ تو اندر آنے کی اجازت دی۔ بادشاہ دیکھ کر متعجب ہوئے اور کہا
 کہ تو بیزل ہے؟ عرض کیا کہ میں حضور کا کس خوار و خوار بیزل ہی
 ہوں۔ بادشاہ اُس کی چالاکی اور فطرت سے بہت خوش ہوئے اور
 بحال کر دیا۔

لطیفہ

اکبر بادشاہ نے بیزل سے کہا کہ پھر آپ کس سال دکھاؤ۔ پہلے بیزل نے
 بہت حیلہ کیا۔ آخر اقرار کیا۔ دو چار روز کے بعد حکیم کی وضع بنا کر دوبارہ
 میں پہنچا۔ جہاں بہت سے حکیم بیٹھے تھے۔ آپ بھی انہیں میں جا بیٹھا

ہے۔ لیکن خدمت عالی کے کبھی بار یا ب نہیں ہوا تھا۔ آج حضور کے کس
سراج کی غیبت نہ کر حاضر ہوا ہوں کہ خدا میں بھی نبض دیکھوں۔ اور اس
بادشاہ تندرست تھے۔ بیزل کے منہ سے کس کا لفظ سننے ہی ویر
سراخ ہوا۔ جان لیا کہ بیزل ہیں۔ اور اسی کی مال زبان کا یہ اثر ہے
کہ بیزل مقول روپ بنا نا۔ بیزل نے کھڑے ہو کر آداب عرض کیا ہے

لطیفہ

ایک مرتبہ بیزل آلہ آباد کی سیر کو گیا۔ وہاں سے واپس آتے وقت دہشت
راہ سے دو ہزار آدمی فوج بھرتی کر کے لایا۔ راستہ میں متفکر ہوئے کہ
اس قدر آدمیوں کو تنخواہ کہاں سے دیا جائے گی۔ کوئی ترکیب نکالنی
چاہئے۔ کچھ سوچ کر چپ ہو گیا۔ جب شہر میں پہنچا اور بادشاہ کی خدمت میں
حاضر ہوا۔ تو آداب و سلام کے بعد وہاں کے عجائبات کا ذکر پیش کیا بادشاہ
نے بیزل سے پوچھا کہ تم ہمارے واسطے کیا تحفہ لئے ہو؟ بیزل نے کہا
دو ہزار احمق۔ اس ترکیب سے فوج کی موجودات دی۔ بادشاہ نے پوچھا
یہ احمق کیونکر ہوئے۔ بیزل نے کہا خداوند نعمت نہ تو فدی کے پاس اس
قدر خزانہ و ملک ہے۔ جو ان کو تنخواہ یا سہنے کو ملایا جائے۔ انہوں
نے میرے سوچا کہ پیشخص جو میں تدرجاعت کو لئے جاتا ہے۔ اگر بادشاہ نے
مدونہ کی تو کہاں سے ہم لوگوں کو تنخواہ دے گا۔ تو گل پر ساتھ چلے
بادشاہ نے کہا ان کو اپنا رفیق سمجھو۔ اور اپنے نام سے ان کو فوج میں
رکھو۔ تنخواہ سرکاری خزانہ سے ہو۔ بیزل نے دست بستہ ہو کر آداب
عرض کیا ہے

لطیفہ

ایک روز بیزل نے بادشاہ کی دعوت کی۔ بادشاہ جب بیزل کے
مکان کو چلے۔ وہاں کہا کہ بیزل کی کنیزوں کا امتحان لینا چاہئے۔
کہہ مارا کہ تو نے کیا کیا ہے۔

میں جا کر شمع کی طرف پشت کر کے بیٹھ گئے۔ دیکھا۔ بیزل کی دونوں
 ہونٹیاں شاعرہ مقبیں۔ ایک لٹٹی جو آئی تو بادشاہ کو بے قاعدہ
 بیٹھے دیکھا۔ اس کینز نے یہ مصرعہ پڑھا۔۔۔

پشت دادن نکو کجا باد

اس وقت دوسری کینز بھی آ پہنچی۔ اور جواب اس کے یہ مصرعہ کہا۔۔۔

شمع را پشت رو نما باد

بادشاہ نے دل میں کہا کہ دونوں فاضل ہیں۔ اب ان کی طرفت کا
 امتحان کرنا چاہیے۔ بادشاہ نے پوچھا کہ یہ مکان کس نے آراستہ کیا
 ہے۔ اوپر سے نہایت عمدہ ہے۔ لیکن تمہارے بیچے کا مکان بہین دیکھا
 وہ کیسا ہے؟ کینزوں نے جواب دیا کہ انوس حصہ سی راستہ سے آئے
 ہیں۔ اور خبر نہیں۔ بادشاہ لا جواب ہوئے۔ اور کہا وحقیقت بیزل
 کا بیان صحیح اور درست ہے۔

لطیفہ

ایک روز بادشاہ مسخ پاٹجا مہ پنے ہوئے تھے۔ اور ایک عورت
 نازنین پاس بیٹھی تھی۔ اس نے کہا کہ کیا فرنگ کا پاٹجا مہ حصہ رتے پہا
 ہے۔ بادشاہ نے جواب دیا کہ اسی میں سلمانی ہے۔ عورت نے کہا۔
 خداوند! میں ایسی سلمانی کے قابل نہیں۔ بادشاہ اس پر حستہ
 جواب سے نہایت شرمندہ ہوئے۔

لطیفہ

بادشاہ کو کوئی ہم دریش آئی۔ بیزل سے پوچھا کہ کیا نتیجہ ملی ہر ہونا
 ہے۔ بیزل نے عرض کیا کہ جس وقت حضور مسلمان جنگ میں تشریف لے
 جاویں گے۔ اس وقت عرض کروں گا۔ بادشاہ کھوڑے پر سوار ہو کر
 چلے اور فریق ثانی لیسواری قیل رو بہ آ یا۔ اس وقت بیزل نے کہا کہ
 فتح شامل حال ہے۔ بادشاہ نے کہا کیونکر معلوم کیا۔ کہا ہاں سخی منہوس ہے

سر پہ خاک ڈالتا ہے۔ اور گھوڑا غازی مرد ہے۔ یعنی مرد میدان ہے۔
 الف قصہ اسی روز صریف نے پشت دکھلائی۔

لطیفہ

کسی نے بادشاہ عادل سے پوچھا کہ تو نے وزیران بد طبیعت کو کس واسطے
 منہ لگا یا ہے۔ جواب دیا کہ اپنی نیک نامی کے واسطے کہ وہ لوگ سوائے
 برائی کے مجھے اور کسی طرف ہدایت نہ کریں گے۔ اور میں اس پر عمل نہ کروں گا
 پس مجھ کو ان کے برخلاف کرنے میں مفت کی نیک نامی حاصل ہوگی۔
 خداوند کریم نے دونوں چیزیں شاہوں کو عطا فرمائی ہیں۔ خدا تعالیٰ
 کے قبضے میں موت و زندہ گی ہے۔ اور بادشاہوں کے قبضے میں عدل و
 رنق ہے۔ اگر بادشاہ ظالم ہو تو ان دونوں میں سے ایک بھی اس کے
 قبضے میں نہیں ہے۔

لطیفہ

ایک تو انگریز نے کسی ظریف کو ایک طلائی انگوٹھی بے نگینہ دی اور کہا کہ
 میرے حق میں دعاؤں خیر کرو۔ ظریف نے اٹھا کر کہا۔ اے خداوند
 عالم! اس انگوٹھی کے دینے والے کو قصر زین بے چہت کا عطا فرما۔
 تو انگریز نے کہا کہ یہ کیسی دعا ہے۔ ظریف نے جواب دیا۔ کہ اگر انگوٹھی میری
 نگینہ کے ہوتی تو قصر ہر شق سقف دار ملتے کی دعا کرتا۔

لطیفہ

ایک ظریف کسی عابد کے گہرا یا۔ عابد نے اسے والان میں بیٹھا دیا۔
 جب چہت سے باعث کنگی چٹ چٹ کی آواز آئی۔ تو ظریف گھبرائے اور
 عابد سے کہا۔ چہت سے چٹا چٹ کی آواز آتی ہے۔ طبیعت خوف کھاتی ہے۔
 مجھے دوسرا مکان بتا دینا۔ عابد نے کہا آپ نہ گھبرائیے۔ اس مکان کا یہی
 معمول ہے۔ ہر وقت ذکر خدا میں مشغول ہے۔ ظریف نے کہا اگر ذکر خدا کرتے
 کرتے سجدہ میں آئے تو میرے جان مفت میں دیا ہے۔

لطیفہ

کسی ایرانی سے گفتگو میں متقی کا لفظ درست ہی آگیا۔ ایرانی نے اس کے معنی پوچھے۔ بتلایا گیا۔ پر حیزگار پارہ سا وغیرہ اس نے کہا کہ ترجمہ سے سہری سمجھ میں نہیں آتا۔ تشریف بتا دیجئے۔ کہا گیا کہ اگر کوئی شخص ایک خالی مکان میں ایک حسینہ عورت کا شنب بامش ہو اور ایک ہی پائنگ پر ہو۔ اور صبح کو آ پاک تہ ہو۔ ایسے شخص کو متقی کہتے ہیں۔ ایرانی بولا ہنمیدم ہنمیدم در ملک ما آترا محنت کے کھیند

لطیفہ

شاہ ایران نے شاہ متقی کی تصویر پانے میں کھجواٹی۔ اور آلا دو ہزارہ کو شاہ متقی کے جوڑاں بھیجے تھے۔ شاہ ایران نے تجویز کرنے کے لئے ساتھ لے جا کر پچھا۔ یہ کس کی تصویر ہے؟ ملانے فرمایا جناب یہ اس کی تصویر ہے جس کی تصویر دیکھ کر شاہ ایران روز بگ دیا ہے۔ شاہ ایران اس جواب بہت شرمندہ ہوا +

لطیفہ

ایک زمیندار بہت دیر کے نہ رقص لایا۔ تحصیلدار بہت ناراض ہوئے اور غصہ میں آکر کہا کہ اب ہم اس کو لے کر کیا کریں۔ لے جا اور اپنی زمینیں ڈال۔ زمیندار نے خوش بردار آکر کے تحصیلدار صاحب کو راضی کیا۔ وہ پوچھا کہ حضور نے کہا ہے لیجا کر کون میں ڈال۔ تو حضور کون کو کہتے ہیں؟ تحصیلدار صاحب نے سمجھا دیا کہ فارسی میں لہنہ کو کہتے ہیں۔ چند روز میں وہ زمیندار پھر تحصیلدار صاحب کی ملاقات کو آیا۔ اور پوچھا کہ اور بھی وغیرہ لاکر پیش کیا۔ تحصیلدار نے اس کے لینے میں تالی کیا۔ زمیندار بولا کہ حضور میری بدل تمہارے اس میں سے آج کی کون میں ڈال جاؤ۔

اور کچھ زوجہ اور لڑکوں کی کون میں پڑ جاتے۔ اس جواب سے
مختصدا بہت غصیف ہوئے۔

لطیفہ

ایک عورت جس کا شوہر بہت بیمار تھا۔ اور طبیبوں نے جواب
دیا تھا۔ بہت پریشان اور بقیہ رہتی تھی۔ اور ایسی مصیبت میں
اُس غمزدہ اور مضطر کو کسی چیز سے تسلی نہ ہوتی۔ سوائے اس خیال کے
کہ شوہر کے مددے ملک الموت میری جان لیوے۔ یہی دعا مانگتی تھی۔ کہ
ایک کتنے نے یمن میں منہ ڈالا۔ جب وہ واپس کر سرنکا لٹا چلا۔ ہانڈی سے
سرنہ نکلا۔ نہایت بے قرار ہوا۔ سارے مکان میں دوڑنے لگا۔ یہ عورت
جو کہ بیمار کے واسطی طرف دوسرے کمرے میں لیٹی ہوئی ملک الموت کی

الموت کی طالب ہو رہی تھی۔ یہ احوال دیکھ کر گھبرائی۔ اور خیال کیا
کہ یہ ملک الموت ہے۔ شاید میری دعا قبول ہوئی۔ بہت ڈری اور کہنے لگی
کہ حضرت اور خیال نہ کیجئے گا۔ جس کے لئے آپ نے تکلیف فرمائی ہے
وہ اُس مکان میں ہے۔

لطیفہ

ایک سنہار چڑیوں کی گٹھڑی کمر پر ڈالے ہوئے جاتا تھا۔ راستے میں ایک چوڑ
نے اس گٹھڑی میں لاکھی ماری۔ اور پوچھا کہ اس میں کیا ہے؟ سنہار نے
کہا کہ اگر ایک لاکھی اور مار دو تو کچھ بھی نہیں ہے۔ صرف بوجھا ہی بوجھا ہے

لطیفہ

ایک بادشاہ میجر تھا۔ وزیر اس کو خیارات سے منع کیا کرتا ایک روز وزیر
نے بادشاہ کو بہت منع کیا۔ بادشاہ وزیر کو لے کر فقیر کے ٹکے پر گیا۔ اور فقیر
سے اپنے خیارات کرنے اور اس کے منع کرنے کا حال کہا۔ فقیر نے جواب دیا کہ
میرے ٹکے کے کمویش بر تمام دن پانی پھرا جاتا ہے۔ اور رات کو بھرتا ہے

ہو جاتا ہے۔ اور جب روز کوئی نہیں بھرتا۔ اُس رشتہ ال بھی نہیں جاتا۔ قدرت
خدا دیکھو کہ جس وقت بچہ شکم مادر میں ہوتا ہے پستان مادر میں خون سے
وودھ ہو جاتا ہے۔ اور جب پرورش ہوتا ہے۔ تو دودھ بھی خشک
ہو جاتا ہے۔

رموزہ مملکت طیش خرواں واتند

اس بات سے وزیر نادم ہوا۔ اور عہدہ سے معزول ہوا۔

لطیفہ

یہ لطیفہ یاد رکھنے کے قابل ہے۔ ایک غریب آدمی نیرنگی شانہ سے تنگ
آکر مع اپنے تین بچوں اور بی بی کے ہتلا میں معاش جانب جنگل چلے یا۔ اور
ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر اپنے کنبہ سے کہا کہ ایک کو پانی لاؤ۔ اور ایک
کانش اور ایک یہ کام کرو۔ اور ایک وہ کام کرو۔ غرض کہ اُس نے چاروں
کو کام بتایا۔ چاروں فوراً ہی اپنے اپنے کام میں مصروف ہو گئے اور
پانی اور کانش وغیرہ لے آئے۔ جس وقت وہ لائے تو آپ رسی پٹنے
لگا۔ اور سب نے ل کر رسی لگا ایک ڈھیر لگا دیا۔ اُس سخت پر ایک
جس رہتا تھا۔ وہ خائف ہوا۔ اور بولا کہ میاں اس رسی کو کیا
کرو گے؟

اس آدمی نے کہا تم کو باتدہوں گا۔ وہ جن بولا کوئی ایسی صوت
بسی ہے کہ مجھ کو چھوڑ دو۔ وہ بولا ہرگز نہیں۔ جن بولا اچھا ایک کام
کرو میں تجھ کو ایک خستہ بتاتا ہوں۔ تو مجھے مجھے چھوڑ دے گا۔ پھر تو
وہ بولا بہتر ہے۔ اس بات سے چھوڑ دوں گا۔ اس جن نے اس کو ایک جانب
جنگل میں جہاں خستہ مدفون تھا بتا دیا۔ وہ کھود کر لے گیا۔ اور بغراغت
زندگی بسر کرنے لگا بہشت لوگوں نے جب دیکھا تو پوچھا کہ یہ روپیہ آپ کے
ہاتھ کہاں سے لگا جو اس وجہ شریح کرتے ہو۔ اُس نے گزشتہ قصہ بیان کیا یہ
سنا کر ایک بہشت بھی ہمہ اپنے بال بچوں کے گیا۔ جب اُس نے اپنے اس نذر زند سے بانی

کے واسطے کہا۔ وہ انکاری ہوا۔ دوسرے سے کانٹے کے واسطے کہا وہ بھی انکاری ہوا تو مجبوراً خود ہی سب چیمیز پی ذرا ہم کر کے رسی پٹی شروع کی۔ یہ باتیں وہ جن کتے کا تھا جب ازان وہ جین بولا کہ یہ رسی جو تم نے پٹی ہے کیا کرو گے وہ بولا تجھ کو باندھوں گا۔ جن بولا کہ مسخر۔ تجھ سے اپنا کتبہ تو بندھا ہنسی تجھ کو کیا باندھ ہے گا۔ جا اپنا کام کر۔

پتھر۔ یہ ہے کہ ایک جہتی اور سلوک سے دنوار اور سخت سے سخت ہم بھی آسان ہو جاتی ہے۔ اور دشمن ہمیشہ مغلوب ہوتا ہے اور زندگی بے بکری سے بسر ہوتی ہے۔

لطیفہ

ایک واعظ وعظ کرتے تھے ایک بے وقوف رونے لگا لوگوں کو گمان تھا کہ یہ بہت کچھ سمجھتا ہے۔ پوچھا آپ وعظ میں کیا سمجھے جو رونے لگے۔ اس نے جواب دیا کہ وعظ صاحب کی ڈاڑھی سی پٹی دیکھ کر مجھے اپنا بکرا یاد آ گیا جہر گیا ہے۔ کیونکہ جب وہ جگالی کرتا تھا تو اس کی ڈاڑھی بھی ایسی ہی ہلا کرتی تھی۔

لطیفہ

ایک شخص کسی شہر میں طراجمت تھا۔ اس کو ایک امیر نے نوکر رکھا۔ اور ایک بکٹری معقول اس کو دے کر کہا کہ جو کوئی شخص تم کو تم سے زیادہ حق لے لے اس کو یہ بکٹری دے دے۔ پھر پھینک دے وہ امیر رہا اور حق سے کیا کہ میں تم سے رخصت ہوتا ہوں۔ پوچھا کس بکٹری شریف لائیگا؟ امیر نے کہا ایسے مقام پر جانا ہوں جہاں سے کوئی بھی واپس نہیں آیا۔ الحق نے پوچھا وہاں آپ نے اپنے قیام کے واسطے کوئی مکان بنوا لیا ہے؟ جواب نہیں۔ کہا ڈیرہ بھیج دیا ہے۔ کہا نہیں۔ کہا کچھ سامان باورچی خانہ اور توشہ خانہ بھیج دیا ہے۔ کہا نہیں۔ تب اس احمق نے کہا جہاں حضور سے رہتا تھا وہاں کا سامان تو خوب درست رکھا۔

اور جہاں ہمیشہ رہتا ہے۔ وہاں کچھ سامان نہ کیا؟ آپ سے زیادہ
 احمق مجھے کوئی نہیں ملا۔ پس یہ لکڑی آپ ہی لیجئے۔
 بیچارہ یہ ہے کہ دنیاوی سامان دنیا ہی تک رہتا ہے۔ اور جتنی
 کام سامان یعنی نماز۔ روزہ۔ حج و دنیاوی دوتوں جگہ آرام دیتا ہے
 اور سفر و گزرتا ہے۔ اس سے وقت اور نبردگاری ملتی ہے۔ اور مسافر
 میں یہی مقام ہے۔

لطیفہ

ایک دن اکبر نے بیربل سے کہا کہ تم اس حرام مہسل اور دعا گو نسلی لاؤ۔
 بیربل نے دو سو روپے سے بادشاہ کے داماد کو حاضر کیا۔ اور مہسل ہی لایا
 کتا بھی لے گیا۔ بادشاہ نے فرمایا وہ دونوں آؤ۔ بیربل نے فرمایا
 کی کہ حاضر ہیں۔ یہ کہہ کر ادا لگتا پیش کیا۔ اور کہا کہ عالی جاں میں دعا گو
 نسلی ہے۔ ایک ٹکڑا روٹی پر ہر وقت موجود رہتا ہے۔ اور بقیہ حق پر ہر
 پانا ہے۔ اور حضرت اکبر سے ہیں یہ نیک حرام مہسل ہیں۔ لاکھوں سال
 کروڑوں روپے اس کو دے دیجئے۔ پھر کچھ بہنیں دیا ہے۔ بادشاہ یہ
 سن کر بہت خوش ہوا۔ اور خلعت بخشا۔

لطیفہ

ایک قصاب کی دو کمران سے ایک کتیل کا کتا ایک گوشت سٹال لایا
 لے گیا۔ قصاب نے اپنی کتیل سے چھپا کر اگر کسی کو کتا مینا کرے
 اٹھا لے جائے تو کیا کرے۔ کتیل لے گیا مگر کتیل کا گوشت دیر سے
 تو لاش گورہ۔ قصاب بولا ایک سا یہ چھپا کر کتیل سے لے گیا
 اٹھا لے گیا۔ کتیل لے گیا پس ایسی سرسری تافانی مہسل کی جس سے وہ
 نیا کرتا ہوں۔ ایک دوپہر کھینچ دیکھئے۔ اور ایک دوپہر اپنے گوشت کا کتا
 لیجئے۔ تاکہ حساب بیاقی ہو۔

لطیفہ

اک شریف کے تین چار لادوں کے عید آخری عمر میں جو لڑکا نہ پالے

اس کا رنگ اپنے بھن بھنوں سے ذرا سا نورافشا کسی نے حضرت سے دریافت کیا کہ بھائی اس کا کیا سبب ہے۔ جو لڑکا کالا ہے۔ تو آپ کیا جواب دیتے ہیں کہ صاحب یہ دھبہ کی کھینچ ہے ۛ

لطیفہ

کسی قاضی کا لقب قوی تھا۔ اتفاقاً ایک آزاد اُس کے گھر گیا۔ نماز کا وقت تھا۔ قاضی نے کہا آئیے حضرت آپ بھی نماز ادا کیجئے۔ آزاد نے کہا۔ بابا شیطان قوی ہے۔ اس لئے کچھ کرنے نہیں دیتا ۛ

لطیفہ

ایک بادشاہ نے حاضرین مجلس سے کہا کہ جو کوئی میرے دل کا حال بتلا دے گا۔ اُس کو ایک لاکھ روپیہ انعام دے گا۔ ایک عقلمند نے کہا کہ آپ کے دل میں ہے کہ خدا بیشک ہے اور میں ایسے عدل کے ساتھ کام کروں کہ وہ خوش ہے۔ بادشاہ نے کہا بیشک۔ اور حسب وعدہ انعام دیا۔ وزیر کو حرم ہوا۔ کہ فراموشی بات پر اس قدر روپیہ دیا گیا۔ اس عقلمند سے کہا کہ اگر میرے دل کا حال بھی بتلا دے تو سچا اس روپیہ تجھے دوں گا۔ اور دل میں سوچا کہ شاید یہی مضمون میری نسبت بھی آئے گا۔ تو ٹانگ جاؤں گا۔ عقلمند بولا کہ آپ کے دل میں ہے۔ کہ حضرت پناہ کی عمر دراز ہو۔ اور ملک و دولت کی ترقی ہو۔ وزیر کو کہنا پڑا بیشک۔ اور انعام بھی دیا ۛ

لطیفہ

ایک ظریف پر وزن حریف ماہ عیام یعنی رمضان شریف میں ایک نامیاتی کی دوکان پر بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ اتفاقاً ایک صاحب ادھر سے آئے۔ اور ظریف کو کھانا کھانے دیکھ کر کہتے گئے کہ تجھے کو شرم نہیں آتی ہے اتنا بڑا ذیل دول اور رمضان میں بیٹھا کھانا کھا رہا ہے۔ ظریف ہنس دیتے تھے۔ مگر کچھ آپ کی عقل جوتی رہی۔ اگر ایسی بھکی بانہں کھائے تو لوگ

آپ کو پاگل بنا دیں گے۔ ذرا غور سے دیکھیے کہ میں رتاق میں کھڑا ہوں یا رمضان میں۔ اگر رتاق کو آپ کے یہاں رمضان کہتے ہوں تو میں بہت ہی حائتا ہوں۔ یہ سن کر وہ سچا سچے چپکے ہو گئے اور اپنا رستہ لیا۔

لطیفہ

ایک بادشاہ نے اپنے وزیر سے فرمایا کہ انتظام مملکت کے لئے قوج اور خزانہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ وزیر نے جواب دیا کہ بہت کم ضرورت ہے۔ صاحب کی ہے۔ بادشاہ اس کلمہ سے بہتایت تاراج ہوا اور وزیر کو عہدے سے برخواست کر دیا۔ وزیر چند روز تک کسی دوسری بادشاہت میں رہا۔ اور چند روز کے بعد ایک صندوقچہ بہت عمدہ جو اپرات لگوا کر بنا کھا اور اس صندوقچہ میں دوزخیر چاندی اور سونے کی تہہ کر کے بادشاہ سابق کے روپر دلا لیا۔ اور کہا حضور یہ صندوقچہ تالاں بادشاہ نے بھیجا ہے کھول کر چوبکھا تو اس میں سے دوزخیریں سونے اور چاندی کی بہا بہا ہوئیں۔ وزیر نے بادشاہ سے کہا کہ کل ارکان دولت حضور کے متفق ہیں پتھر ہے کہ آپ ان دونوں زنجیروں کو پہن کر سخت سے اتر جاویں۔ ابھی یہ لڑو دوسرے پہنچا ہر بہنیں۔ بادشاہ نے ارکان دولت کی طرف دیکھا۔ کہ وہ لوگ بادشاہ کے دوست مخلص بن گئے تھے۔ اور کسی کو دوراندیشی نہ تھی۔ ہر ایک کے حواس جاتے تھے۔ وزیر یہ سابق تے کہا کہ حضور خزانہ اور قوج سے مراد ہیں۔ بادشاہ چپ ہوئے اور چپ چاپ دوزخیریں پہن کر کہا کہ واجب التبراہوں۔ تو سچ کہتا ہے۔ وازیرین از مردانگی بہ

لطیفہ

ایک معلم نے شاگرد کو ہدایت کی سٹی کہ گفتگو یہ قصاحت و بااعت کرنی چاہیے ایک روز چلم کی چنگاری مسیم کی پگڑی پر جا پڑی۔ شاگرد نے اطلاع کی کہ

شرر بار آتش کدہ چلم سے پڑوات کر کے شعلہ افگن ہے۔ اس عرصہ میں تمام پکڑی جل گئی۔ تو مولم صاحب فرماتے تھے۔ خود کردہ را علاجے نسبت۔

لطیفہ

کسی نے بقراط سے پوچھا کہ صحبت کتنے دن کے بعد کرنی چاہئے۔ کہا عمر بھر میں ایک بار کہا اگر ضبط نہ ہو سکے۔ کہا سال میں ایک بار۔ کہا اگر اتنی مدت بھی بروائنت نہ کر سکے۔ کہا دہائی میں ایک بار۔ کہا اگر اتنا بھی ضبط نہ ہو سکے تو مہینہ میں ایک بار۔ کہا اگر اتنا بھی نہ کر سکے۔ تو کہا مختار ہے جب چاہے جان ضائع کرے۔

لطیفہ

ایک شخص نے ایک کنواں کسی شخص کے ہاتھ فروخت کیا۔ جب وہ اس میں سے پانی بھرنے لگا تو مزاحمت کی کہ میں نے کنواں بیچا ہے۔ نہ کہ پانی۔ پانی میرا ہے۔ تو بت تاش عدالت تک پہنچی۔ حاکم نے بائع سے کہا بیشک تو نے کنواں بیچا ہے۔ نہ کہ پانی۔ مگر تو نے اپنا پانی اب تک کنوئی میں کیوں رہنے دیا۔ آج ہی سب پانی نکال لے ورنہ جڑنا نہ کروں گا۔ لاچار اُس نے راضی نامہ داخل کیا۔

لطیفہ

ایک ظریف سے کچھ قصور سرزد ہو گیا۔ اُس کو کو تو والی میں لے گئے۔ کو تو وال نے جو عیشی تھا۔ حکم دیا کہ اس کا منہ سپاہ کر کے گدھے پر سوار کر کے تشہیر کرو۔ ظریف بولا حضور میرا منہ سپاہ نہ کروا بیٹے۔ ورنہ لوگ سمجھیں گے کہ عیشی کو تو وال کی تشہیر ہوئی ہے۔ اس پر کو تو وال ہنایت شرمنا ہوا۔

لطیفہ

کہا خیرات کرتے کرتے گھس گئے۔ پوچھا کہ روں کے ٹاکھنوں پر
کیوں نہیں؟ کہا لیتے لیتے اڑ گئے۔ کہا جو خیرات نہ لیتے نہ دیتے
ہیں۔ اُن کے ٹاکھ پر کیوں نہیں؟ کہا افسوس کرتے کرتے کہائے
ہم نے دُیا میں نہ کچھ دیا نہ لیا۔

لطیفہ

کسی کے ورد و تارے پر ایک آزاد نے سوال کیا۔ آواز آئی کہ بی بی
گھس میں نہیں۔ آزاد بولا کہ میں نے روٹی کھا سوال کیا ہے۔ بی بی نہیں
ٹانگتا ہوں۔

لطیفہ

ایک عورت بد صورت کسی ظریف کے نکاح میں آئی۔ مرد ظریف اُس
کی شکل زہول سے سخت بیزار رہتا۔ ایک روز اُس عورت نے مرد
ظریف سے کہا کہ تیرے عزیز و اقارب بہت ہیں۔ بتلا کہ میں کس
سے پیوہ کروں۔ اور کس کے سامنے نہ آؤں۔ اُس نے کہا جس
جس کے سامنے تیرا جی چاہے آ۔ مگر میرے سامنے نہ آنا۔

لطیفہ

کنی خیل سے کسی نے دریافت کیا کہ سب سے زیادہ پیار کون
ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ وہ شخص مردانہ ہے۔ کہ لوگوں کے کھانے
کی آواز سننے اور پھر اُس کا زہر آب نہ ہو۔

لطیفہ

ایک آدمی اور بن النس میں اتفاق سے دوستی ہو گئی۔ اور ہا ہم خوب
رمز و کنائے ہوا کرتے۔ ایک دن آدمی اپنی انگلیاں منہ کے پاس لا کر

میری انگلیاں بہایت سرد تھیں۔ ان کے گرم کرنے کے واسطے میں نے
 پھونکا۔ دوسرے دن اُس کو اپنا گرم شوربا پھونکنے ہوئے دیکھ
 کر اُس کا باؤٹ پوچھا۔ اُس نے جواب دیا کہ شوربے کو کھنڈا
 کرنے کے لئے پھونکنا ہوں۔ اس بات کو سنتے ہی وہ ہزار
 اور خفا ہو کر کہنے لگا۔ اگر تم ایک ہی منہ سے دونوں گرم و
 سرد پھونک سکتے ہو تو تم مجھے دعا پاؤ ہو۔ اور تمہاری
 دوستی کو ہزار سالام۔ میں تو رخصت ہوتا ہوں۔

لطیفہ

ایک آدمی ایک بیت کو مجھے اعتقاد سے اپنے گھر لایا۔ اور
 ہمیشہ پوچھا کرتا تھا لیکن مجھے دنوں کے بعد اُس پر یہ بات ظاہر
 ہوئی کہ جس قدر وہ اُس کو پوچھتا ہے۔ اُس قدر وہ نیا وہ
 غریب رہتا جاتا ہے۔ چنانچہ ایک دن غصہ ہو کر اُس بیت کو
 ہتھکڑیاں لگا کر کہہ کر لے گیا۔ اور اُس کے اندر
 سے بہت سا روپیہ نکالا۔ تب وہ بیت پرست مرد کہنے لگا کہ بڑا
 عجیب ہے کہ یہ بیت سنگدل تھا۔ منت اور پوچھنے سے کچھ مہربان
 نہ ہوا۔ مگر جب میں نے اسے توڑا تب اُس سے دولت پائی۔

لطیفہ

دو دشمن ایک جہاز میں بیٹھے ہوئے کہیں جاتے تھے۔ ان
 میں سے ایک جہاز کے اگلے حصہ میں تھا۔ اور دوسرا پچھلے حصہ
 میں۔ منہ بہت دن نہ گزے تھے کہ ایک طوفان آیا۔ اور
 جس وقت وہ جہاز ڈوبا جاتا تھا۔ ایکساں دونوں میں سے
 ہر ایک سے پوچھنے لگا کہ کوئی حصہ جہاز کا پہلے ڈوبے گا۔ اُس
 نے کہا کہ جس طرف تمہارا دشمن ہے۔ اُس کے منہ سے وہ غور سے کہتا

لگا کہ خرا کا شکر ہے کہ اپنی موت سے پہلے دشمن کو مرتے دیکھو لگا

لطیفہ

ایک لڑکا اپنے ہم جماعت لڑکوں کی کتا میں چڑا کر اپنی ماں کے پاس لایا
ماں نے اُس کو کچھ نہ کہا۔ بلکہ پیار کرنے لگی۔ اور اس سبب سے چوری کی
عادت اس میں بہت بڑھ گئی۔ یہاں تک کہ وہ بالغ ہو کر کسی ٹہری چوری کی
علت میں گرفتار ہو کر عدالت میں پیش ہوا۔ اور یہ سماعت مقدمہ بھانسی کا
حکم ہوا۔ جب اُسے بھانسی دینے کے لئے چلے۔ تب اُس کی ماں روتی
پڑتی دناں آئی۔ وہ لڑکا اُسے دیکھ کر ان پیادوں سے جن کے اختیار
میں اُس کی سزا تھی کہتے لگا کہ اگر تم اجازت دو تو میں اپنی ماں سے دل
کی ایک بات چھپکے سے کہوں۔ جب وہ اس یہاں سے اس کے کان کو اپنے
متہ کے پاس لایا تو فوراً اپنے دانتوں سے اُس کے کان کو کاٹ لیا اس
حالت کو دیکھ کر بگڑا کو لغت و الامت کرنے لگے۔ تب وہ بولائے صاحبو
تم دیکھتے ہو کہ میں کس حالت میں ہوں۔ اور کس مصیبت میں گرفتار ہوں۔
یقیناً جانو کہ اس حالت کو اسی کمبخت ماں کی بدولت پہنچا ہوں۔ اگر
یہ مجھے سچپن میں اس چوری کرنے پر تنبیہ کرتی تو آج میری یہ نوبت
کاسبہ کو ہوتی۔

لطیفہ

ایک چمگا ڈرا ورکانے اوروں لگے تینوں نے ساجھے میں سوداگری
کرنے کا قول و اقرار کیا۔ چمگا ڈر نے نقد روپیہ کسی ہیا جن سے لے کر
اس شرکت میں دیا اور کانٹے نے کئی تختان کے ٹپڑے کے اور لگے نے
کئی من پٹیل اس تجارت میں دیا۔ چنانچہ یہ تینوں شریک سماں سوداگری
جہاز میں بصر کردیا میں روانہ ہوئے۔ اتفاقاً ایک ہوا مخالف
ایسی آئی۔ کہ وہ جہاز تباہ ہو گیا۔ اور تینوں حصہ دار ہزار
محض ہوا میں اڑے۔

وقت یہ گہائی مصیبت آرہی۔ چمکا دو کبھی دن میں باہر نہیں
 نکلتا اس ڈر سے کہ اس کا فرستخواہ مہاجن آسے نہ پکڑے۔ اور
 کاٹتا اسی دن سے ہر ایک کے دامن کو پکڑتا ہے۔ تاکہ تلافی اس
 نقصان کی کرے۔ اور ہر ایک دریا کے کنارے اس لئے پرا
 پچترتا ہے۔ کہ اس پتیل کا کچھ نشان کنارے پر پڑے۔ جو دریا
 کی موجوں سے شنیہ وٹاں آگیا ہووے۔

لطیفہ

ایک لڑکا گھوٹکو کو سچو نہا تھا۔ اور ان کے کھنسنے کی آواز سے
 خوش ہو کر کہتا تھا۔ کہ تم لوگ بڑے خوش مزاج جاو رہو کہ جس وقت
 نہایا گھر جاتا ہے تو تم راگ گاتے ہو۔

لطیفہ

ایک روز اکبر کے دربار میں گلے کی تیغیم کی بابت پڑت لوگ
 تقریر کر رہے تھے۔ ایک فاضل طبیب نے عرض کی کہ ہماری کتابوں
 میں لکھا ہے۔ اس کا وودھ شافی ہے۔ اور گوشت ترقی مرض کے
 لئے کافی ہے۔ ایک سہد و ظریف بولا کہ اگر گائے میں عظمت نہ
 ہوتی تو قرآن شریف میں سب سے پہلے سورہ بقرہ کیوں ہوتی۔
 اس جواب سے بادشاہ بہت خوش ہوئے۔

لطیفہ

اکبر بادشاہ نے بیزل سے کہا کہ تمہیں اگر تنخواہ ملتی ہے یا کچھ
 راستہ میں ٹیری پائے ہو تو اس میں سے کیا خیرات کرتے ہو؟ بیزل
 کیا جواب دیا۔ اتفاقاً ایک روز اکبر بادشاہ اور بیزل چلے جاتے

پرسنٹھا۔ بادشاہ نے کہا کہ بیڑا اب تو نقد پر کھل گئی۔ چہارم خیرات
 ڈالو۔ بیڑا نے کہا خدا نے ہمارا ذرا بھی اعتبار نہ کیا۔ اپنی
 چارم پہلے ہی کاٹ لی۔ بادشاہ نے کہا کیوں؟ بیڑا نے عرض
 کیا کہ جتنی ملا حظہ فرمائیے۔ روپیہ بارہ آنے کا ویسا ہے۔ بادشاہ
 نے جواب سن کر لا جواب ہوئے۔

لطیفہ

ایک دن اکبر بادشاہ نے راجہ بیڑا سے ارشاد فرمایا۔ کہ بیڑا
 اس کارن یہ تاجے گدھا۔ بیڑا نے عرض کیا کہ جہاں پہاڑ آگے ہاتھ
 نہ پہنچے گدھا اس کارن یہ تاجے گدھا۔

لطیفہ

ایک روز ملا دو پہاڑہ کسی مقام پر کھڑے ہوئے وہاں کی سیر کر کے
 تھے اتفاقاً اس راہ سے ایک مہمان گزرا دیکھا تو اس میں طوائف بھی تھیں
 ایک متغایہ اس کے آگے رکھی۔ کیا ایک وہ متغایہ کسی وجہ سے نیچے گر
 گیا۔ تو ملا صاحب نے ایک تہقہ لگا کر ایسے ایک دوست سے چارپاں
 کھڑے بننے۔ کیا دیکھو مہمان سے اندر آگرا۔ طوائف نے جوڑا تو فوٹ
 ان کی طرف مخا طب ہو کر کیا کہ ہاں صاحب آپ کا فرامان سچا ہے اندر
 گرتے ہی سچے بھی بہا ہو گیا۔ اور آواز بھی دینے لگا۔

لطیفہ

کسی ظریف نے ایک رنڈی سے جس کی عمر ڈھل گئی دیکھ کر کہا بستی
 تو اچھی غلطی۔ گہرا باجر گئی۔ اس نے کہا ہاں صاحب آپ ایسے
 بد چار رئیس نکل گئے۔ تو کہاں تک نہ آجرتی۔

بیرل نامہ

حصہ ہفتم

زمانے بحث ملا و دو پیازہ و بیرل است کہ پارت قفس التان
راکھ لے۔ زمانے مشرو شطرنج و حکایات است کہ کردہ رخ
خاطر زمانے ۛ

لطیفہ

ایک روز اکبر بادشاہ قبرستان کی سیر کر رہے تھے۔ اتفاق سے
ایک آدمی کا پاؤں ایک قبر پر لپڑا۔ تو نصف قبر نیچے کو بٹھ گئی۔ اس
کے اندر ایسا معلوم ہوا۔ جیسا کہ تازہ جنازہ ہوتا ہے۔ اوداس
قبر کو اندر سے ہاتھ لگا کر دیکھا تو وہ کفن بالکل کھنکھتا تھا۔ یعنی ہاتھ
لگاتے ہی رنبہ رنبہ ہو گیا۔ تو بادشاہ نے اس وقت یہ شعر پڑھا
سے بہت لوگ ایسے تھے جن کا ہمیشہ
نہ تار کفن تھا نہ عصیو بدن تھا
تب بیرل نے جواب دیا ۛ

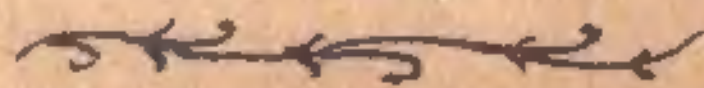
نہ تار کفن تھا۔ نہ عضو بد
پس کر بادشاہ بہت خوش ہوئے اور انعام بھی دیا۔

لطیفہ

پربادشاہ نے ایک چور کے مارنے کا حکم دیا۔ چور نے عرض کی کہ
اور میرا قصور صاف فرمائیے۔ مجھ کو موتی اُگانے آئے ہیں۔
میرے سوا اس سہر کو کوئی نہیں جانتا۔ بادشاہ نے بخوشی
موتی اُگانے کا مصالحہ چور کو منگا دیا۔ چور نے مصالحہ لے کر حینہ
زمین پر بہن تیار کی۔ اور عرض کی کہ قبلہ عالم زمین تیار ہو گئی
موتی پونا باقی ہے۔ مگر میں چور ہوں۔ اس وجہ سے میرے ہاتھ
بہنیں اُگیں گے۔ مگر ہاں جس نے عمر بھر چوری نہ کی ہو۔ وہ بچے
اُگیں گے۔ یہ بات سب نے سنی اور بادشاہ نے جملہ اُمراء و ذرا
مہی۔ مگر کسی نے اس اندیشے سے کہ اگر نہ اُگے تو چور بننا ہوگا۔
بہنوں کا پونا قبول نہ کیا۔ تب چور نے کہا کہ جب کوئی چوری سے
بہنیں ہے۔ تو میں اس قصور سے کیوں مارا جاتا ہوں۔
بادشاہ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور چور کو چھوڑ دیا۔

لطیفہ

بادشاہ نے ایک سحرے غلام سے پوچھا کہ تو تاش کھایا جانتا ہے
وہ نے جواب دیا کہ میں بادشاہ اور غلام میں فرق نہیں کر سکتا۔



قصیدت میر حکایت

حکایت

ایک باندہ مرغا سے پوچھا تو بیوقوف کیوں ہے۔ آدمی نے
محبت سے پالتا ہے۔ اور رات دن میرے دلے پانی کی فکر کہ
اور جب مجھے پکڑتا ہے۔ تو تو بھاگتا ہے۔ اور ماتھے پہنیں آتا
مجھے دیکھ کہ پیدائش میری جنگل کی ہے۔ فقط دو تین دن
کھاتا ہوں۔ ان سے گوشت ہی دور ہو جاؤں۔ مگر ایک آدمی
میں آجاتا ہوں مرغ نے جواب دیا۔ کہ تو نے کبھی ایک بات کو
سینچ پکایا ہوتے دیکھا ہے۔ اور میں نے ہزاروں مرغ کیا
ہوئے دیکھے ہیں۔ اگر میرے طرح تو بھی دیکھتا تو ان سے
سہارا ہو کر کوہ قاف میں سکونت اختیار کرتا۔

حکایت

ایک چشے میں دو مرغایاں اور ایک کچھوار تھا۔ آسمان
میں ان کی خوب محبت تھی۔ جب وہ چشمہ سے گھسنے پہ آیا تو مرغایاں
نے کچھوے سے کہا کہ اب ہمارے یہاں رہنا غیر ممکن ہے۔ اس
تجربہ سے رخصت ہوتی ہیں۔ کچھوے نے کہا طاقت عباد
کی ہوتی۔ اور چاہتا ہوں کہ عمر بھر تم سے عباد نہ ہوں۔
میں بھی اسی خیال میں ہوں۔ کہ جب اس کا پانی بالکل خشک
ہو گا تو میرا رہنا کس طرح ہو سکے گا۔ اس سے بڑھتا ہے
انہماک سے دلو۔ مرغایوں نے جواب دیا کہ